حامداً و مصلیاً

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

یدوم الخط فی القرطاس دھراً ✕ ویکا تبہ رمیم فی التراب

ناظرین دیوان پر واضح ہو کہ یہ احقر الا فقر غلام یسین خان نیازی نظامی محی الدینی المتخلص بہ یسین نیازی کان اللہ لہ وختم بالصالحات عملہ اپنی مختصر سوانح حیات نثر و نظم میں اسلیئے درج کرتا ہے کہ یہ عالم فانی رفتنی و گذاشتنی ہے کہ اس صفحہ ہستی سے ہر ایک نفس رفتہ رفتہ محو ہونے والا ہے یہ دیوان او تذکرہ آیندہ نسلوں میں یادگار رہے حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول کے تین ۳ فرزند تھے جنکا اسم مبارک حضرت عبداللہ[۱] حضرت عبدالرحمن[۲] حضرت محمد[۳] ہے۔ احقر کے جد امجد نواب غلام یسین خان بہادر مرحوم و مغفور آصفجاہی

جاگیردار مملکت سرکار دولت مدار کا سلسلہ خاندان تیسرے فرزند
حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے کاتب الحروف کے جد مرحوم
کی تصویر انھیں کے آئینہ سوانح حیات میں اچھی طرح نظر آئیگی لیکن
بصارت کے ساتھ چشم بصیرت کی بھی ضرورت ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی بغدادی قدس سرہٗ العزیز
حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے فرزند سوم حضرت خلیفہ اکبر کی اولاد سے ہیں
جو (نواب غلام یٰسین خان بہادر مرحوم کی اجداد سے ہیں) آپ نے
بمقام بغداد شریف ۶۳۲ہجری المقدس وفات پائی۔ اس خاندان سے
جو پہلے پہل ملک ہندوستان میں آئے وہ شیخ عبداللہ صدیقی فرزند
حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

شیخ ملک کمال الدین المخاطب بہ کمال خان کمال الملک (جو کثرت استعمال سے کالے خان مشہور ہیں) وہ شیخ عبداللہ صدیقیؒ کے فرزند ہیں۔ دھلی کے شہنشاہ سید محمدؐ شاہ کے عہد ۸۴۱ھ وزارت کے عہدہ جلیلہ سے معزز و ممتاز ہوئے آپ کی اولاد نے دھلی سے دکن میں وارد ہو کر اقامت اختیار کی اس سکونت کے باعث آپکی اولاد دکنی مشہور ہوئی آپ کے دو فرزند شیخ کریم الدین کالے خانی و شیخ برہان الدین کالے خانی بیجاپور میں سکونت پذیر ہوئے شیخ کریم الدین کے فرزند شیخ شہاب الدین ہیں جنھوں نے شیخ منھاج الدین صاحب کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔

شیخ منھاج الدین امیر اعظم سلطنت بیجاپور شیخ علیخان بہادر جنیدی المخاطب بنجیب الدولہ کے پھوپی زاد ہمشیر کے شوہر تھے سکندر عادل شاہ

آخر سلطان بیجاپور کے عہد میں چند وجوہات کے باعث حیدرآباد فرخندہ بنیاد آکر ابوالحسن تانا شاہ قطب شاہی امرار کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے اور بعد فتح حیدرآباد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ملازم ہوئے شیخ شہاب الدین کے فرزند شیخ عبدالمصطفیٰ خان نواب غلام یٰسین خاں مرحوم کے حقیقی دادا تھے جو سلطنت حالیہ آصفیہ میں منصب چار ہزاری تین ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار و جاگیرات بیش قرار آمدنی سے سرفراز ہوئے۔ ۲ ربیع الثانی ۳۲ جلوس والا پانچسو منصب ذات بعہد سید احمد نظام الدولہ سرفرازی ہوئی۔ ۱۴ ربیع الثانی ۳ جلوس والا معلی منصب ایکہزاری ذات و دوسو سوار خطاب خانی بعہد سید محمد خان بہادر صلابت جنگ سرفرازی ہوئی۔ ۴ ذیقعدہ ۷ جلوس معلی منصب ایکہزار

ذات پانچسو سوار حملہ منصب دو ہزاری ذات و سات سو سوار العہد

امیر الممالک مدار المہالک آصف الدولہ سید محمد خان بہادر ظفر جنگ

سپہ سردار سرفرازی ہوی ۔ انکے چار فرزندونکو حسب ذیل سرفرازی ہوی

عبد الرسول ۔ عبد المحمود ۔ عبد النبی ۔ عبد الشکور

منصب (۱۰۰۰) ذات ۔ (۷۰۰) ذات ۔ (۵۰۰) ذات ۔ (۴۰۰) ذات

شیخ عبد المصطفیٰ خان ۲۸ رجب المرجب سنہ جلوس معلی اضافہ چار ہزاری

منصب و سہ ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار بعہد نواب ظفر جنگ سرفرازی

ہوی۔ عبد المحمود خان کو ۲۲ جمادی الثانی سنہ جلوس معلی بعہد آصفجاہ

نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان فتح جنگ سپہ سالار اضافہ منصب

سہ صدی ذات و خطاب خانی و بہادری سے سرفرازی ہوی ۔

نواب عبدالمحمود خان بہادر کی صاحبزادی نواب صمصام الملک اولیٰ سے منسوب ہوئیں

عبدالمحمود خان رہگرائے عالم بقا ہوئے تو انکے دو فرزند نواب غلام یٰسین خان بہادر

آصفجاہی و نواب محمد لطف اللہ خان آصفجاہی کمسن تھے اسلئے صمصام الملک

اولیٰ مرحوم نے انکی پرورش و نگہداشت تعلیم و تربیت تا سنِ شعور اپنے ذمہ رکھی

اس کے بعد جاگیرات و مناصب وغیرہ انکے سپرد کردئے گئے اسی قرابت

کیوجہ نواب صمصام الملک کے جسقدر صاحبزادگان و صاحبزادیاں تھیں

وہ نواب غلام یٰسین خان آصفجاہی کو ماموں اور نیرے نانا کہتے تھے

نواب معز جنگ و نواب غیرت جنگ بہادر صاحبزادگان نواب صمصام الملک

اولیٰ مرحوم کے دو قطعہ رقعات مورخہ ۹ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ و ۶ جمادی الثانی ۱۲۹۴ھ

سے ظاہر ہے۔ بعد انتقال نواب صمصام الملک مرحوم اُن کے خاندان کا تصفیہ

حسب الحکم نواب مختار الملک مدار المہام وقت نواب غلام یسین خان بہادر بشمول نواب شہسوار جنگ ناظم محلات مبارک کیا گیا۔ بزمانہ وزارت نواب سر تاج الملک مرحوم و نواب مختار الملک اولی مرحوم ممالک محروسہ سرکار عالی میں روہلوں و عرب و سکھوں نے فتنہ و فساد برپا کر دیا حسب الحکم نواب صاحب مرحوم ان بدمعاشوں کی شورش و فساد کو دفع کرنے کیلئے نواب غلام یسین خان بہادر و محمد لطف اللہ خان بہادر ضلع دار مقرر فرمائے گئے۔

نوٹ ۔ بعہد نواب نظام علیخان غفران مآب سنہ ۱۱۹۱ھ نواب عبد المصطفیٰ خان وغیرہ کو جاگیرات ذاتی و خطاب خانی و بہادر سرفراز ہوا۔

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان نواب میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر سادس نے دار فانی سے عالم جاودانی کا سفر اختیار کیا تو اسوقت نواب مختار الملک مرحوم اولی نے نواب غلام یسین خان بہادر کے نام عنایت نامہ مورخہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ نشان ۴۷۲ شرف اصدار فرمایا کہ بفضلہ تعالیٰ شانہ حضرت جلوہ فرمائے مسند حشمت و اقبال و رونق افزائے شوکت و اجلال ہوئے بدستور ریاست میں ہر فرد بشر اطمینان خاطر سے رہیں اور امن و امان اور آسائش میں

کوشش کریں اور مشغول دعائے سلطنت رہیں۔ آپ نے حسب تحریر عنایت نامہ معقول انتظام فرماکر اپنے آقا کو شاد اور بالادستوں کو خوشنود کیا۔ (ریاست کے جان نثار وفادار خیر خواہ ایسے ہوتے ہیں) مخفی نہ رہے ۱۲۷۱ھ بعد نواب سراج الملک و نواب مختار الملک مرحوم روال و عروب و سکہ نے ممالک محروسہ سرکار عالی میں چاروں طرف غارت گری اور لوٹ مار شروع کردی جس کے باعث سلطنت میں ظلم اور بدنظمی نے اپنا رنگ جمایا آپ نے حسب فرمان انتظام فرماکر سب امور کا سدباب کردیا۔

نواب محمد لطف اللہ خان نے بہت سے مرحلے جنگ کے طے کرنے کے بعد موضع اٹکیال تعلقہ قندہار شریف پر سرکشوں سے مقابلہ کیا بتاریخ ۱۶ ماہ جمادی الاول ۱۲۷۵ھ (جسوقت آپ ہاتھی پر سوار تھے) جام شہادت نوش جان فرمایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) ؎

تھی شجاعاں میں لطف کی بالاتری | ہر گھڑی زیب کمر تھی ذوالفقار حیدری
جان نثاری کا ہوا اسطرح اسیر خاتمہ | چون شجاعت پر علی بر مصطفےٰ پیغمبری

جب یہ خبر سمع ہمایوں تک پہونچی تو اظہار تاسف فرمایا حسب فرمان مبارک

انکے برادر کے ہمراہ میت بلدہ لائی گئی اور ان کے خاندانی مقبرہ

واقع اتاپور میں مدفون ہوئے۔ نواب غلام یٰسین خان بہادر نے

جالنہ۔ پرتور۔ ملکھیڑ۔ کرڑکھیڑ۔ ناندیڑ۔ ولک۔ وروال اسباجوگائی

ہنگنڈہ وغیرہ وغیرہ مقامات پر ان سرکشوں کا بطور خود مقابلہ

کرکے ہمیشہ کیلئے فتنہ فساد کا قلع قمع فرمایا۔

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ عبد المصطفےٰ خان نواب آصفجاہ مغفرت مآب کے

ہمراہ دکن میں تشریف لائے اور نواب نظام علیخان غفران مآب کے

ہمراہ شریک جنگ ہوکر کھڑلہ وپانگل میں دشمنوں کے مقابلہ ایسے

جاں نثاری کے جوہر دکھائے کہ آجتک وہاں کی زمین رزم گاہ

سرخ اور تاریخ کے اوراق زرین کارناموں سے جگمگ جگمگ کر رہے ہیں

نواب مختار الملک اوّل مرحوم نے نواب غلام یٰسین خان بہادر کو حکم
شرف اصدار فرمایا کہ ضلع ناندیڑ کے راستے میں دو رویہ درختان
مغیلان کی اسقدر کثرت ہے کہ ہمیشہ اس میں غارت گر مفسد رہزن
پوشیدہ رہتے ہیں اور وارد و صادر مسافروں کو لوٹتے و خونریزی کرتے
ہیں اور وہاں کے نائب سے یہ بھی شکایت وصول ہوئی ہے کہ
ناندیڑ کے گرد وارے میں جو بدروش سکھ ہیں وہ سرکاری جمعیت سے
بغاوت کرکے فتنہ و فساد برپا کردیا ہے بعجلت ممکنہ وہاں جاکر اُن
موذیوں کا معقول انسداد کیا جائے حسب الحکم نواب غلام یٰسین خان بہادر
وہاں جاکر درختوں کے قطع و برید میں مصروف ہوگئے بدمعاش سکھوں نے
ملکہ صاحبہ امپرس وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی خدمت میں بہت زور و شور سے

شکایتی محضر نامہ پیش کیا اس شکایت کی بنا پر وہاں سے رزیڈنٹ بہادر کے نام اس شکایت کی تحقیقات کی نسبت فرمان شرف صدور لایا رزیڈنٹ عالیشان بہادر حیدرآباد اور کپتن سوئین بہادر بغرض تحقیقات ناندیڑ روانہ ہوئے جب رزیڈنٹ بہادر بوٹ پہنے ہوئے گردوارے میں داخل ہوئے تو قوی ہیکل پوجاری سکھ نے عالیشان بہادر کی گردن میں ہاتھ ڈالکر روک دیا غلام یسین خان بہادر نے پوجاری کی گردن پکڑ کر عالیشان بہادر کے قدموں پر جھکا دی کہ یہاں کے سکھ اسی طرح سلام کرتے ہیں والا شان بہادر نے مطلب سمجھ لیا اور اظہار مسرت فرمایا اور اس شکایت کی نسبت دریافت کیا گیا تو تمام سکھوں نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور شکایت واپس لے لی۔

نواب غلام یٰسین خان بہادر کا اسوقت عالیشان بہادر نے فوٹو لیا جو قصر ملک معظم میں ہنوز آویزاں ہے ۔ جاں نثاری فوج عروب رواہل برقنداز و سوار ہاتھی سانڈنی چوبدار بھالدار و آب خاصہ چتر ڈھاٹہ سرفراز فرمایا گیا ڈھاٹے کی نسبت یہہ بھی معلوم ہوا کہ ۔ ۔ نواب نظام علیخان غفران مکان نے خاص اپنا رومال مبارک عطا فرمایا (ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ) نواب غلام یٰسین خان بہادر نے ہمیشہ دوسروں کے فائدے کو اپنے فائدہ پر مقدم رکھا جسکی ادنیٰ مثال یہہ ہے کہ ساڑھے بارہ سو روپیہ کا منصب ایسی جاں نثاری کے صلہ میں سرکار سے عطا ہوا تو آپ نے اسے اپنے لیئے اور اپنی اولاد کیلئے قبول نہ فرمایا بلکہ برادری میں تقسیم کردیا تو تاحال جاری ہے ع

ہوتے ہیں اسطرح کے اہل کرم دنیا میں کم

جو فت جاگیرات کو قرابت دار نے مقروض کر دیا تھا آپ نے
خاص اپنی ذاتی رقم سے انکو فک رہن فرمایا جب یہ کیفیت نواب
مختار الملک بہادر اولی کو معلوم ہوئی تو چوتھی ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ
مراسلہ نشان (۲۷) کے ذریعہ تحریر فرمایا کہ فی الحقیقت نواب غلام یسٰین خان بہادر
اپنے تمام برادری کیلئے چادر ہیں (ملاحظہ ہو کہ اس چادر کے لفظ نے
کسقدر وسعت پیدا کردی) دفتر معتمدی صدر المہام مال ۷ رذیقعدہ ۱۲۸۹ھ
نشان (۱۲۷۴) مجاریہ (۱۰۰) نواب غلام یسٰین خان بہادر کے
نام گیارہ روپیہ کی ہنڈوی (جو رود گنگا کھیڑ پر ملا جو انکو دستیاب ہوی تھی)
روانہ کی گئی۔ مراسلہ میں آپ کو جمعدار لکھا تھا نواب صاحب نے
برانگیختہ خاطر ہو کر جواب میں تحریر فرمایا کہ ہنڈوی میری نہیں ہے

لیکن جمعدار کا لفظ میرے نام کے ساتھ کیوں لکھا گیا۔ جواب دیا گیا کہ دفتر سے سہواً جمعدار تحریر کیا گیا ہے۔ آپ خان بہادر ہیں جمعدار نہ لکھنے کیلئے تاکید کر دی گئی[1]۔ آپ کو حضرت شیخ نعیم الدین المعروف مسکین شاہ صاحب نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت کا بھی شرف حاصل تھا۔ و نیز آپ کے حقیقی نانا حضرت سیدشاہ حسن اللہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ عرف شاہ نواب ہیں۔ اگر حضرت نواب صاحب جد مرحوم و مغفور کا مکمل کارنامہ حوالۂ قلم کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر ہو۔

مرحوم نے ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ وفات پائی اور اپنے خاندانی مقبرہ اتناپور میں آرام فرمایا۔

[1] ۔۔ اعلیٰ حضرت ...یا مختار الملک ... سے نواب غلام یٰسین خان بہادر مرحوم و نواب محمد لطف اللہ خان بہادر مرحوم کے جسقدر ... شرف اصدار ہوئے ہیں اسمیں کہیں لفظ جمعدار مرقوم نہیں بلکہ مہربان من اور آں مہربان من تحریر فرمایا ہے۔

میرے استاد حضرت ھُرھُرؔ صاحب قبلہ نے

جو وفات نامہ تحریر فرمایا وہ ہر سال عرس شریف میں پڑھا جاتا ہے

جس کا انتخاب درج ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

قصیدہ

آج یٰسینؔ کے غلامِ باوفا کا عرس ہے
وارثِ محمود ابنِ مصطفےٰ کا عرس ہے

آج جنکا عرس ہے سب حزن انکا دور ہو
قبرِ یٰسیں یا الٰہی نور سے پرنور ہو

ہم مکانیں اور ہیں آقا مزارِ پاک میں
دیکھنا آرام سے کیا سو رہے ہیں خاک میں

دیکھتے ہی دیکھتے کچھ اسطرح بگڑا مزاج
درد جو تھا لا دوا تھا جو مرض تھا لاعلاج

کس نے دیکھا ہے نوشتہ کاتبِ تقدیر کا
پڑھنے والا کون ہے دنیا میں اس تحریر کا

کیا مقامِ عالمِ فانی بھی عبرت خیز ہے — کسقدر دنیا کا ہر ذرّہ فنا انگیز ہے

کیا ریاضِ زندگی میں آ گئی بادِ خزاں — نغمہ سنجانِ چمن ہیں تعزیت میں نوحہ خواں

ہر طرف آثار مایوسی کے ہیں چھائے ہوئے — پھول مرجھائے ہوئے غنچے ہیں کملائے ہوئے

روشنی تھی جس سے وہ آقا روانہ ہو گیا — ہائے کیا تاریک آنکھوں میں زمانہ ہو گیا

جسگھڑی خویش و اقارب سے جدائی ہو گئی — دفعتاً دربارِ یٰسیں میں رسائی ہو گئی

سولھویں ماہِ صیام اور آیا پیغامِ وفات — ایک جھونکے میں فنا کے بجھ گئی شمعِ حیات

ملگیا کیا خوب بہر سیرِ گلزارِ نعیم — ہے چراغِ امن ابھی رحلت کی تاریخِ قدیم
۱۲۹۵ھ

دی جگہ بعد فنا حق نے مقامِ نور میں — گو بظاہر مقبرہ ہے انکا اتاپور میں

دیکھئے ساتھ آپکے عقبیٰ کا مایہ بھی ہے — اور تربت پر درختِ سبز کا سایہ بھی ہے

خوب فرصت ملگئی دنیا کے ہر اک کام سے — لیکے اپنے خانداں کو سو گئے ہیں آرام سے

اسمیں شک ہرگز نہیں لکھتا ہوں میں تحقیق سے
سلسلہ ملتا ہے انکا حضرت صدیق رضؓ سے

جاں نثار ملک و مالک صاحب سیف و قلم
یوں شجیع و نامور مخلوق میں ہوتے ہیں کم

سرکش و مغرور کی گردن جھکائی آپ نے
پیاس انکی آب خنجر سے بجھائی آپ نے

نبت ہے تاریخ میں جو کام یٰسین نے کیا
لوح دل پر نقش ہے وہ نام یٰسین نے کیا

چھوٹے بھائی نے بھی وہ جوہر دکھائے ہیں عجیب
ہو گیا جام شہادت آخرش انکو نصیب

ہیں فنا کے بعد بھی یٰسین زندہ خوش خصال
لکھدے آہ ہن (چراغ زندگی) سال وصال

۱۲۹۵ ہجری

نواب غلام یٰسین خان بہادر کے تین فرزند حضرت نواب غلام محمود خان مرحوم
حضرت نواب غلام امام خان بہادر۔ راقم الحروف کے والد بزرگوار

۳

حضرت نواب غلام مصطفٰے خان بہادر دام اقبالہم

نواب غلام یٰسین خان بہادر کی وفات کے بعد فرزند کلاں نواب غلام محمود خان مرحوم نے تمام جاگیرات دکارخانہ وغیرہ پر قابض و متصرف رہے لیکن انکی بدنظمی کی وجہ انکی زندگی میں سرکار نے اُن کے دونوں برادر نواب غلام امام خان بہادر و نواب غلام مصطفٰے خان بہادر کو ۱۳۱۸ف میں جاگیر کا قبضہ دیدیا۔

جو تاحال قابض و متصرف رہکر معقول انتظام فرمارہے ہیں۔ اور انہیں کے حین حیات ۱۳۱۸ف حسب فرمان اقدس اُن سے قبضہ لیکر دو بھائیوں کو دے دیا گیا اور تاحال قابض و متصرف ہیں۔ بزمانہ سرکار غفران مکاں نواب غلام محمود خان بہادر کی

شادی نبیری نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم سے خاص اعلیٰحضرت حضور پرنور کے قصر مبارک میں ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوئیں۔ دوسری بیگم صاحبہ کے بطن سے نواب غلام شہاب الدین خان بہادر حی القایم ہیں۔

حضرت نواب غلام امام خان بہادر کی شادی اپنے حقیقی ماموں کی دختر سے ہوئی جنکے بطن سے نواب غلام سعد اللہ خان بہادر ہیں اور دوسری شادی نواب صمصام الملک کی نبیری سے ہوئی جن کے بطن سے نواب غلام معین الدین خان سب رجسٹرار ہیں۔

کاتب الحروف کے والد حضرت نواب غلام مصطفیٰ خان بہادر سے نواب صمصام الملک کی نبیری (میر مکرم علی بادشاہ کی دختر جو صاحبزادہ حاجی نواب تھے) ان سے شادی ہوئی جن کے بطن سے یہ احقر العباد

اور برادر نواب لطف اللہ خان بہادر منتظم پولیس اضلاع ہیں۔

میری والدہ مرحومہ و مغفورہ کی وفات کے بعد والد صاحب قبلہ نے

نواب صمصام الدولہ مرحوم کی نبیری سے شادی کی اور اُن سے

دو ۲ فرزند نواب غلام مرتضیٰ خان بہادر و نواب غلام مجتبیٰ خان بہادر

ہیں فقط المرقوم ۴ ذیحجہ ۱۳۵۴ھ
نیازی نظامی محی الدین

فقیر غلام حسن صدیقی

ہم نے اس مختصر سوانح عمری کو ابتدا سے انتہا تک جستہ جستہ

دیکھا ہمارے حدِ علم تک درست ہے

صدیقی و آصفی ہی
غلام مرتضیٰ و غلام مجتبیٰ خان

جاگیرداران بالور وغیرہ

با نیاز بے نیاز

اظہار حال السینؔ نیازی

گیا سوئے اجمیر میں جس گھڑی
تو دربارِ خواجہ میں قسمت لڑی

تھی مخلوق کی عرس میں ہوم وہام
نہ تھا امتیازِ امیر و غلام

ہوا ایک کوچہ میں میرا گذر
عجائب سماں مجھکو آیا نظر

کسی کی کشش لیگئی خود بخود
کہ داغِ جگر دیکھی خود بخود

وہ تھی بزم مانندِ خلدِ بریں
کہ اک صاحبِ دل تھے مسند نشیں

پسِ پیر و مرشد تھا میرا مقام
مگر تھی عیاں اپنے حالت تمام

تھے نھنے میاں سب میں یوں جلوہ گر
ستارونکے حلقے میں جیسے قمر

وہ جب اٹھکے حجرے میں جانے لگے
قدمبوسی کو لوگ آنے لگے

پھر میری طرف خاص ارشاد تھا
بتا اپنے دل میں ارادہ ہے کیا

اس ارشاد نے کھینچ ڈالا مجھے
کہ بخشا عنایت کا مالا مجھے

کھلا میرے دل پر حقیقت کا راز
نیاز آئے میں ہو گیا بے نیاز

ربیع المنور کی چھبیس ۲۶ تھی
کہ جب انکی رحلت کی آئی گھڑی

تھے رونق فزا آپ اسی ماہ میں
چراغ علی شہ کی درگاہ میں

۱؎ کتاب کرامات نظامیہ میں تمام خاندان کی حالت اور کرامات درج ہیں۔ مولفہ و مرتبہ مولوی محمد فائق نظامی نیازی

پیا دستِ ساقی سے جام حیات
ہوئی حالتِ وجد ہی میں وفات

سنا دے کوئی سال پوچھے اگر
کہ تاریخ رحلت ہے۔ خیر البشر

محمد تقی ہو گئے جانشیں
ہیں جنکے ثنا خواں سب اہل یقیں

ہوئے جانشینی کو دس سال جب
دکن میں ہوئے جلوہ افروز تب

یہ خوبی ہمارے مقدر کی تھی
کہ تیرا ربیع المنور کی تھی

مجی ملک میں جنکی آنیکی دھوم
ہوا ایک عالم کا دَر پر ہجوم

غلامی میں لوگ آکے داخل ہوئے
جو انساں تھے ناقص وہ کامل ہوئے

ستارو نکی تھی یہ سعادت تمام
رہا اک مہینہ وہ ماہ تمام

دوبارہ جو تشریف لائے حضور
وہ چوبیس (۲۴) ماہِ رجب تھی ضرور

درخشاں یہ تاریخ ہے کسقدر
دکن میں تقی آگئے جلد تر

میسر جب اسکی اجازت ہوئی
تو گادی سے اس گھر کی زینت ہوئی (۱۳۵۳ ھج)

ہے ہر بست و ششم کو مجلس یہاں
میں اس کیفیت کو کروں کیا بیاں

تقی نے کیا خوب ہی سرفراز
ہے یٰسین نیازی غلامِ نیاز

۱؎ کتاب تذکرہ سراج السالکین صفحہ (۱۲۲) میں تحریر ہے مطبوعہ عزیزی پریس آگرہ مولفہ و مرتبہ خلیفہ سراج السالکین مولانا مولوی قطب الدین صاحب چشتی نظامی متخلص بہ نیازی ۔

رباعی

اسلاف سے ہیں سب موردِ لطفِ شاہی
اچھی طرح آگاہ ہیں ماہ و ماہی
کیونکر نہ کروں قسمتِ بیدار پہ ناز
لیکن نیازی ہوں میں آصفجاہی

نظم ۵ حیات جاودانی ۱۳

لکھا اپنا لیلیٰ نیازی نے نتیجہ
ہے یوں مختصر جیسے دریا سے قطرہ

مگر اس سے کچھ حال معلوم ہوگا
جو خادم ہے گا وہ مخدوم ہوگا

گلستاں کے پھولوں کا اک پھول ہے یہ
گر آئندہ نسلوں میں مقبول ہے یہ

ابوبکر صدیق کی ہوں نسل سے
یہاں آئے اجداد ملکِ عرب سے

بڑا اسلاف نے جاں نثاری دکھائی
و سرکار سے ایسی توقیر پائی

حامداً و مصلیاً
ہامۃ المرء ہمتہ ہمۃ المرء قیمتہ

جملہ مخلوق میں انسان سب سے افضل و برتر ہے اور تمام انسانوں میں وہی اکمل و اعلیٰ ہے جو بادشاہ وقت کی خوشنودی و بہبودی اور حفاظت ملک کیلئے اپنی جان عزیز کو بڑے خطرناک مہموں میں ڈالکر دشمن کے مقابلہ میں کامیابی اور سرفرازی کا سہرا اپنے سر باندھتا ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی اور فارسی فرامین و مکاتیب و مراسلات کے مشاہدہ سے یہ صفات باہرہ اور القاب فاخرہ کے مستحق و خطابات شجیعانہ مردانگی و فرزانگی کے شایاں شان عالیجناب نواب غلام امام خان بہادر آصفجاہی جاگیردار و نواب غلام مصطفیٰ خاں بہادر آصفجاہی جاگیردار کے والد ماجد عالیجناب نواب غلام یٰسین خاں مرحوم و مغفور ہی نظر آتے ہیں۔

شجیع ابن شجیع و امیر ابن امیر ؞ کہ جانثاروں میں ملتی نہیں تھی جنکی نظیر
یہی تھے آہنی زنجیر توڑنے والے ؞ یہی تھے راہ سے ہاتھی کو موڑنے والے

وراثتاً یہ بے بہا جوہرات کا گنجینہ نسلاً بعد نسل انکی اولاد میں (بمصداق الولد سر لابیہ) منتقل ہوا ہے۔

کسی نے مرحوم کی جانثاری و تہوری کی اس مختصر نظم میں خوب تصویر کھینچی ہے

فتنہ گر جتنے تھے افغانی و سکھ اور عرب ؞ لوٹ پڑتے تھے ہر اک بستی پہ یہ بعد غروب
جان بلب جنکے ستم سے تھے زمانے والے ؞ ہوگئے خلقتیں تاراج خزانے والے
سبب شور تھا اور موجب شر تھا ان سے ؞ حاکم وقت کو بھی خوف و خطر تھا ان سے

صفحہ دہر سے یٰسین نے مٹا کر چھوڑا
گوشہ قبر میں ان سب کو سلا کر چھوڑا

ہاں اس اولاالعزمی وعلوہمتی کی وجہہ آقائے نامدار شہریار دکن نے خطاب خانی وبہادری کارخانہ وجمیعت سپاہ دہاٹا) جملہ مراتب، مناصب اعزاض وغیرہ موروثی سے سرفراز فرماکر نمکخوار کو اپنے اعلیٰ جانثاری کے سلسلہ میں منسلک فرماکر آبروبخشی لیکن اسوقت اون کی اولاد۔ نامراد حقوق آبائی سے محروم وناشاد۔ مصرعہ کیوں نہ حیرت ہو مجھے دیکھ کے حالت اون کی

درخشاں تھا یسین کا جب تک چراغ
نہ ہرگز ہوا اُن کے گھوڑوں پہ داغ

جو گل ہوگئی ہائے شمع حیات
تو نوشاہ کے گھر سے نکلی برات

دیا داغ جب حکم صادر ہوا
دلوں پر یہاں داغ نادر ہوا

نظم

حیف پہلے قصر یسین کم نہ تھا گلزار سے
آج کیوں حسرت برستی ہے در و دیوار سے

اب وہ رونق ہے نہ شوکت ہے نہ عز و افتخار
ہیں کہاں وہ اسپ ہاتھی اور پیدل سوار

[illegible]خ نے جب دم کہا اس گردش دوراں کو دیکھ
یوں صدا آئی کہ لطف حضرت عثماں کو دیکھ

[illegible]ش میں سے صبا پیغام حشرت لائے گی
اُن کے مقصد کے چمن میں پھر بہار آجائے گی

نظم دعائیہ ہرمز

ہرمز کی التجا ہے خدا کی جناب میں
جب تک صبا چمن ہے خوشبو گلاب میں

باغ جہاں میں شاہ کا دل باغ باغ ہو۔
بوئے گل طرب سے معطر دماغ ہو،

رفعت ہوا افسر شہ گردوں پناہ کی۔
پہنائے چرخ پیر کلہ مہر و ماہ کی،

رکھے مخالفت جو میرے بادشاہ سے،
روزی نصیب ہو اُسے روز سیاہ سے

سلطان نیک بخت ہو الٰہی شہ دکن
حامی ہوں شاہزادوں کے ہر وقت پنجتن

[illegible] رخاں ڈاکو جسکا تذکرہ کتب و تواریخ میں موجود اور سلسلہ تعلیم نصاب میں بھی شریک ہے [illegible] شریان اقدس و اعلیٰ اُس کو گرفتار کرنے کے لیے حضرت نواب غلام یسین خاں طاب ثراہ

جاگیردار بلدے سے تشریف لے گئے اس زمانے کے ایک بڑے دکنی شاعر نے اپنے چشم دید مختصر واقعات کو اس طرح نظم کیا ہے۔ خوب کہا ہے۔

جو صفدر رخاں تھا اک مشہور ڈاکو — بڑا سرکش بڑا مغرور ڈاکو۔

جسے پایا اجل کے گھاٹ اوتارا — بہت لوگوں کو پھانسی دے کے مارا

دوالہ اچھے اچھوں کا نکالا — کہ زرداروں کے گھر کو لوٹ ڈالا

وہ انگریزی علاقے جب سے آیا — ستم کی فوج کو ہمراہ لایا

جوانمردوں نے منہ اپنا چھپایا — کہ اس کے سامنے کوئی نہ آیا

تھے سب امن واماں کے اُس سے طالب — ہزاروں پر تھا ایک انسان غالب

ہوئے سب راستے دیہات کے بند — جو آیا ہو گیا فوراً نظر بند

ہوئی تھی تلخ سب کی زندگانی — کہ نغمے کے عوض تھی نوحہ خوانی

کیا یوں تاجروں کو اُس نے بیزار — تجارت کا ہوا سب سرد بازار

دلھن کو بھی یہ دولھا سے چھڑایا — ذرا خوف خدا دل میں نہ آیا

جو شبکو نام اس ظالم کا لیتے۔ — تو بچے ڈر سے رونا چھوڑ دیتے

یونہی جب چھا گئی برسوں تباہی — ہوا لئیق کو یوں فرمان شاہی

اگر سچے ہو تم شہ کے نمک خوار — تو اُسکو کیجئے چل کر گرفتار

بصد فخر و بصد اعزاز و تمکین۔ — کہ نکلے فوج لے کر گھر سے لئیق

خبر آنے کی جب صفدر نے پائی — کہا ہیبت سے میری موت آئی

میرے آقا سے اب جا کر ملونگا — سر اپنا ان کے قدموں پر ملونگا

قرابتدار تھا کوئی ملازم — گیا اُسکے ذریعہ بن کے خادم

ہوئی منظور جب قدم ندر صفدر — تو پوچھا نام کیا آئے ہو کیونکر

کہا صفدر ہے ڈاکو نام میرا — فقط اب بندگی ہے کام میرا

مجھے امن اماں دیکر سنبھالو — کہ حلقوں میں غلاموں کے ملالو

کبھی سرکار سے جو حکم پاؤں	تو جو ہر جانثاری کے دکھاؤں
بدلجائے بھی گر سارا زمانہ	نہ جاؤں چھوڑ کر یہ آستانہ

صرف یہیں تک اشعار دستیاب ہوئے اگر کسی کے یہاں اپنے کتبخانہ یا پرانے کاغذات کے ذخیرہ میں دستیاب ہو تو روانہ فرمائیں معقول معاوضہ دیا جائے گا

احقر الافقر شیخ ہرمز سابق سب کمشنر افسر

قطعہ

تا بہ پیش نرگسان پر فن او و ابروئے خمدار ایم
جان و دل را کردہ پیش سپاہ تیر او زنبیلوار ایم
چون بہ پیش اسپ نیازی بہ جہ بار
قامت دلدار را بیچ و صورت منصور وہ اکنون چو بیکار دار ایم

فہرست مطالع دیوان یٰسین نیازی

مطلع

ردیف الف

نمبر	مصرعِ اول		مصرعِ ثانی
۱۳	دل کے آئینہ میں ہے جلوہ تری تصویر کا	مطلع	جسمیں نقشہ ہے معین و غوث اعظم پیر کا ۔
۱۴	پیر کو حق کی شان میں دیکھا	ٹھمری	جلوۂ کبریا مکان میں دیکھا
۱۵	لاؤ لاؤ ڈولی کھروا میں تیرے پاؤں تیکی تھروا	ٹھمری	دیکھ لوں مصطفےٰ اکو مجروا
۱۶	حال پوچھیں جو شاہ مدینہ مرا		خود بخود چاک ہو جائے سینہ مرا
۱۸	[illegible]		[illegible] اتنی تمنا ۔
۱۹	کسواسطے ایسی بھیجی یا سیدنا یا سیدنا		دکھلا دو ذرا طیبہ نگری یا سیدنا یا سیدنا
۲۰	اے ساقی سوز الم کی کل جائے تو اچھا	ٹھمری	پروانہ صفت شمع پہ جل جائے تو اچھا
۲۱	عرض ہے تم سے آتنی سلونیا		رنگ دو آج موری چندریا ۔
۲۲	مبارک ہو جہاں میں آج ختم المرسلیں آیا	رباعی	حبیب کبریا آیا شفیع المذنبیں آیا ۔
۲۴	جنوں میں داغ ہے دل پر مرا کہ ماہ تاباں کا	رباعی	جسے کہتے ہیں ہالہ چاک ہے میرے گریباں کا
،،	سونے والونکو تو مرقد میں اندھیرا ہوگا		حشر کے روز اٹھینگے جو سویرا ہوگا ۔
	ردیف (ب)		
۲۵	کبتک کروں میں ہند میں فریاد یا نصیب		فرمائیں کب رسول خدا یاد یا نصیب
۲۶	جب عجب کیا جو پیدا ہو مرے [illegible] عرب		بڑھ گئی آپ کے قدموں سے بہت شان عرب
	ردیف (پ)		
۲۷	سوئے طیبہ مجھے بلائیں آپ		یا کبھی خواب میں ہی آئیں آپ
	ردیف (ت)		
۲۸	رخ آپکا قرآن ہے اللہ کی قدرت		محبوب کی کیا شان ہے اللہ کی قدرت

نمبر	مصرع اول		مصرع ثانی
	مطلع		
۲۹	کیوں نہ ہو نورسی پرنور مکاں آج کی رات	(قطعہ)	مجلس فخر نیازی ہے یہاں آج کی رات
۳۰	آنکھوں میں آرہی ہے خواجہ کی پیاری صورت		دل میں سمائی ہے خواجہ کی پیاری صورت
	ردیف (ٹ)		
۳۱	دکھا جب تبسم کر چوٹ پہ چوٹ		مرے دلبر جگر پہ چوٹ پہ چوٹ
	ردیف (ث)		
۳۱	عقل ہی جس میں نہ ہو پھر اسکو سمجھانا عبث		سینۂ مثل ہے آئینہ اندھے کو دکھانا عبث
	ردیف (ج)		
۳۲	ایسی تھی محمد کی ضیافت شب معراج		امت کی بخشش امت شب معراج
	ردیف (چ)		
۳۳	یک گز کیا حضرت یوسف سر بازار ہیچ		" " "
	ردیف (ح)		
۳۴	مجبور کرکے یونہی پھرایا کسطرح		دیر و حرم میں تجھکو نہ پایا کسی طرح
۳۵	دکھلائیگا وہ اپنا کرشمہ کسی طرح		قطرے میں تو سمائیگا دریا کسی طرح
	ردیف (خ)		

	مطلع		
	ردیف (ڑ)		
۴۷	طالب حق ہو جہاں سے منہ کو موڑ		دل سے غافل الفت دنیا کو چھوڑ
	ردیف (ز)		
۴۸	خدا رسول کہیں ہیں انھیں غریب نواز		ہمارے شیخ کو کہتے ہیں یا خدا غریب نواز
۴۹	کیوں نہ ہو شیخ نیازی کو ناز		مل گیا آقا نیاز بے نیاز
	ردیف ش		
۵۰	زاہد کو ہے جو خلد کے گلزار کی تلاش		ہے رحمت خدا کو گنہگار کی تلاش
	ردیف (ص)		
۵۱	ہو گیا غم سے دل جگر ناقص		روتے روتے ہوئی نظر ناقص
	ردیف (ض)		
۵۲	ہے مجھ کو ہر دم مولا سے غرض		رہتی ہے خادم کو آقا سے غرض
	ردیف (ط)		
۵۳	عالم فانی کا ہے جھگڑا غلط		اسی کی ہے بنیاد [illegible] یا حفیظ
	ردیف (ظ)		
۵۴	ہو گئے جس کے مصطفےٰ حافظ		کیوں نہ ہو اس کا پھر خدا حافظ

نمبر	مصرعہ اول	مصرعہ ثانی
	ردیف (ع) مطلع	
۵۵	الفت گیسو نے میں کر دیا سودا شروع	رات آتی ہے تو ہوتا ہے مجھے رونا شروع
	ردیف (غ)	
۵۶	ہے سینہ میں داغِ تمنا چراغ	ملا مجھکو قسمت سے اچھا چراغ
	ردیف (ف)	
۵۷	کیونکر میں جاؤں خلد کے گلزار کیطرف	میری نظر ہے کوچہ دلدار کیطرف
	ردیف (ق)	
۵۹	کیا سناؤں میں داستان فراق	لاؤں کسطرح سے زبانِ فراق
	ردیف (ک)	
۶۰	پہونچوں کیونکر مرے نبی تک	لیجائے کون اُس گلی تک
۶۱	نہیں نکلی مرے دل سے کوئی حسرت اب تک	تمنے بے پردہ دکھائی نہیں صورت اب تک
	ردیف (ل)	
۶۲	گر قدم قسمت دکھائے یا رسولؐ	آرزو میری بر آئے یا رسولؐ
	ردیف (م)	
"	سر کے بل سرکار کے دربار میں جاتے ہیں ہم	نذر سر دیکر ثمر انعام میں پاتے ہیں ہم

نمبر	مطلع		
۶۳	ٹھہرے فردوس کی بہاریں ہم		آج پہونچے ہیں کوئے یار میں ہم
۶۴	کبتلک یونہی فراق کے صدمے اٹھائیں ہم		کسطرح بیقراری دل کو مٹائیں ہم
۶۵	حال دل کسکو سناؤں المدد المدد غوث اعظم		راز پوشیدہ کیونکر بتاؤں المدد المدد غوث اعظم
۶۶	نجریا تجھ سے لاگی میں تو ہوی بدنام	ٹھمری	،، ،، ،، ،،
۶۷	عرض یٰسین نیازی کی ہو تمسے ہر دم	(ٹھمری دادرا)	ہو سبز تمنا کی ڈالی وسیدنا

ردیف (ن)

نمبر			
۶۸	ہی داغ ہجر اور مرے دل میں کچھ نہیں	ٹھمری	اس عیب کے سوا ہیہ کامل میں کچھ نہیں
،،	نبیؐ کا دربار دربار جیلاں		،، ،، ،،
۷۰	گیسوئے تنگوں کا دیوانہ ہوں میں		شمع رخ ہے اور پروانہ ہوں میں
۷۱	نہیں سر راہ مدینہ کی لیا چاہتا ہوں		دل محمدیہ میں قربان کیا چاہتا ہوں
۷۲	تصویر محمد صلی علی کیا خوب سمائی نینن میں		محبوب خدا کے جلوہ ہے ساری خدائی نینن میں
۷۳	ضبط کا بھی نہیں نشاں دل میں		کون لیتا ہے چٹکیاں دل میں
۷۴	وہ ہر دم مجھے دیکھے دم دیکھتے ہیں		جمال خدا روز ہم دیکھتے ہیں
۷۵	دل ان بتوں کو بٹھی بٹھائے لگا گئے کون		سرر خدائی بھر کی ندامت اٹھائے کون
۷۶	سینہ میں ہی دل مضطر سرکار معین الدین		دکھلاؤ کبھی اپنا دیدار معین الدین
،،	سنی جائے تو بن جائے ولی دربار خواجہ میں		بری قسمت بھی ہوتی ہی بھلی دربار خواجہ میں
۷۷	اپنا دیدار کسطرح دکھاتے بھی نہیں		بھولکر بھی مجھے درپردہ بلاتے بھی نہیں
۷۸	وہ زیب لامکاں ہی میں نہیں ہوں		نشان بے نشاں ہے میں نہیں ہوں
۷۹	فقیر محبت ہیں کیا مانگتے ہیں		فقط گوہر مدعا مانگتے ہیں ۔

۹۷ میں تو خادم ہوں آپکا خواجہ (مطلع) کیا کہوں اپنا ماجرا خواجہ

ردیف (ی)

نمبر	مصرعِ اوّل		مصرعِ ثانی
۹۸	ثنائے حبیبِ خدا لکھتے		جیوں نعتِ خیرا لورا لکھتے لکھتے
۹۹	شایقِ دولت نہ ہم طالب ہیں عز و جاہ کے		سچ اگر پوچھو تو عاشق ہیں رسول اللہ کے
۱۰۱	لاکھ وعدے کیا کرے کوئی		تب یقیں ہو وفا کرے کوئی
″	کیا مقدر میں ہے خدا جانے		پیش کیا آئے کوئی کیا جانے
۱۰۲	تشریف نبیؐ لائے ہیں کیا دھوم مچی ہے		محبوب خدا آئے ہیں کیا دھوم مچی ہے
۱۰۴	تو غیرتِ یوسف ہے میں ہوں تیرا شیدائی		مانندِ زلیخا کے پھر کیوں نہ ہو رسوائی
۱۰۵	عبث پھرتا ہے کیوں در در ارے ناداں سودائی		ملے کیا غیر کے در پر ارے ناداں پردیسی
۱۰۶	سرِ محشر شفیعِ روزِ محشر کا وسیلہ ہے		گنہ گارانِ امت کو پیمبر کا وسیلہ ہے
۱۰۷	یوسف کا حسن یوں رخِ زیبا کے سامنے		قطرہ ہو جسطرح کوئی دریا کے سامنے
۱۰۹	نگاہِ کرم کچھ ادھر چاہیئے		کہ طیبہ میں رہنے کو گھر چاہیئے
۱۱۰	یہ لحاظِ مدِ نظر رہے کہ نظر سے مجھکو گرا نہ دے		دلِ زار کی ہے تجھے قسم مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دے
۱۱۱	خدا نے چمکا دیا محمدؐ کو خلق میں آفتاب کر کے		پکارا الشمس الضحیٰ کو اپنے حبیب کا خود خطاب کر کے
۱۱۲	آئی ہی بہار آمد ہے ابر سیاہ ہو کی		پھر ٹوٹ گئی توبہ توبہ گناہوں کی
۱۱۳	بصدِ عجز و نیاز آلِ عبا میں فاتحہ پہونچے	فاتحہ	الٰہی بارگاہِ مصطفےٰ میں فاتحہ پہونچے
۱۱۴	مرے دیدہ دل کی کیا جستجو ہے		تصور میں تمثیلِ نبی روبرو ہے
۱۱۵	صابر علی سیاں توری زلفوں کی بلہیاں	مستزاد	لے لوں تو مزا ہے
″	دل میں بجز نورِ خدا کوئی نہیں ہے		اس گھر میں محمدؐ کے سوا کوئی نہیں ہے
۱۱۶	مدت سے مرے دل میں تمنائے غوث ہے		اور سر میں اک زمانے سے سودائے غوث ہے

نمبر	مصرع اول		مصرع دوم
۱۱۸	رکھدونگا سر آستانہ سرورکے سامنے	(مطلع)	آئے پیام موت پیمبر کے سامنے
۱۱۹	ملگیا حکم نبی دولتِ سرمد آئی		شکر اللہ کا گھر میں مرے مسند آئی
۱۲۰	مکاں سے دیکھو تا لامکاں اللہ ہی اللہ ہے		یہاں اللہ ہی اللہ ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے
۱۲۲	خدا کی محبت بڑی چیز ہے		سمجھ لو یہ دولت بڑی چیز ہے
۱۲۳	کہاں جاتے ہو ہم سے دل لگا کے		کدھر چھپتے ہو تم آنکھیں لڑا کے
۱۲۴	اے یسین نیازی یہ اگر بندہ نوازی ہو جائے		سرفراز آج دو عالم میں نیازی ہو جائے
״	محتاج کو کیا کیا نہیں ملتا ترے دربار سے		آقا ترے دربار سے مولا ترے دربار سے
۱۲۵	چلتے تمھارے فقرے بڑے کام کر گئے		رختِ حیات کو مری آخر کتر گئے ۔
۱۲۶	ہے پیشِ نظر ہر دم تصویر محمدؐ کی		ہے سر رگ و ریشہ پر تحریر محمدؐ کی
۱۲۷	تا دید کو ہو آئینہ صفت حیرانی		دکھلاؤ جھلک اے غوثِ قطبِ صمدانی
۱۲۸	نہ حقیقی کیلئے ہے نہ مجازی کیلئے		دولتِ دیں ہے یہ یسین نیازی کے لیئے
۱۲۹	بہت خواہش دلِ وحشی کو ہے سر پا برہنگی		الٰہی خیر کرنا اب ہمارے جیب و داماں کی
۱۳۰	جو شافع محشر ہے مختار ہمارا ہے		والی وہ ہمارا ہے مختار ہمارا ہے
۱۳۱	گنہ سے مجھ کو کیا سروکار ہے		بہت گرم رحمت کا بازار ہے
״	اب کوئی نہیں ہے ترے سوا یا خواجہ معین الدین چشتی		گرداب بلا سے مجھکو بچایا یا خواجہ معین الدین چشتی
۱۳۳	جو دلیہ گندلی ہے کبھی نہ کھینگے		ارشاد ہے آقا کا تو پابند رہینگے
۱۳۴	بالا ہر اک طرح سے شانِ محمدیؐ		امت کے ہاتھ میں ہے نشانِ محمدیؐ
۱۳۵	بہت ہی ستایا پھرایا مجھے	مخمس	وطن سے بھی آخر چھڑایا مجھے
۱۳۷	دھوبی دھوئے من کا چولہ	(ٹھمری)	״ ״
۱۳۸	سب راز فرید کھینے والے	״	دربار لقا میں بیٹھنے والے
۱۳۹	ای دل اب لیجاؤنگا مدینے مجھے		بعد مدت بلایا نبیؐ نے مجھے

کہ میں نے نواب صاحب یٰسین نیازی کا کلام (از ابتدا تا انتہا) جستہ جستہ دیکھا ہے اور کچھ درست بھی کیا ہے وہ میری حد تک لائق گرفت اور قابل اعتراض نہیں اور میری سراسیمگی اور خستہ حالت قدردانوں کی نظر سے مخفی نہیں بفحوائے

اَلعُذرُ عِندَ کِرَامِ النَّاسِ مَقبُولٌ

اور میری قطع نظر جن اشعار کو نواب صاحب کی مرضی خیال اور مزاق پر چھوڑ دیا ہے وہ کلام ناظرین کی خطا پوشی عطا پوشی کا ایک حد تک محتاج ہے بقول حضرت خلیل لکھنوی

ع کافی ہے ایک نکتہ سمجھدار کیلئے

الاحقر الافقر شیخ محمد ہرمز المکی المدنی القریشی من بنی عبد اللہ شیبی
فاتح الکعبہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً !!

سابق سب کمنڈر افسر جمعیت نظام محبوب کارعالی

یا نیازِ بے نیاز

ردیفِ الف

رزق دینا اپنے بندوں کو ہے کام اللہ کا

ابتدا دیواں میں ہو تحریر نام اللہ کا — سب مقاموں سے ہے بالاتر مقام اللہ کا

پرورش اس کے سوا کوئی بھی کر سکتا نہیں — رزق دینا اپنے بندوں کو ہے کام اللہ کا

خیر و شر نیکی بدی باغِ جناں نارِ سقر — خالی حکمت سے نہیں ہے کوئی کام اللہ کا

اُسکی پا بوسی کو آتے ہیں سلاطینِ جہاں
صدقِ نیت سے جو ہوتا ہے غلام اللہ کا

جسقدر طائر ہیں فکر و شغل میں مصروف ہیں
پڑھتے رہتے ہیں یہ کلمہ صبح و شام اللہ کا

چال میں شمس و قمر کی فرق آتا ہی نہیں
واہ کیا معقول ہے یہ انتظام اللہ کا

کیونکر اُنکی نعت ہو لیسین نیازی سے رقم
جنپہ جبرئیل آکے پہونچائیں سلام اللہ کا

عرصۂ محشر تماشا ہوگیا

عشقِ احمد جب سے پیدا ہوگیا
میں خدا کا خاص بندہ ہوگیا

جلوہ فرما جب ہوئے شمس الضحیٰ
سارے عالم میں اُجالا ہوگیا

نیک نامی ہو گئی حاصل اُسے
جو کوئی الفت میں رسوا ہوگیا

آئے جب دیوانگانِ مصطفٰے
عرصۂ محشر تماشا ہوگیا

آگیا جب روئے انور کا خیال
دل مرا آئینہ خانہ ہو گیا

جیتے جی حاصل ہوئی جنت اُسے
جس کا طیبہ میں ٹھکانا ہو گیا

خوب ہے یٰسین نیازیؔ کا سخن
رنگ اب تو عاشقانہ ہو گیا

مہتابِ فلک شوق میں پروانہ بنے گا

دل عشقِ محمدؐ میں جو دیوانہ بنے گا
مشہور عرب میں مرا افسانہ بنے گا

روئے گا جو عشقِ درِ دندانِ نبیؐ میں
ہر اشک کا قطرہ مِرا دُردانہ بنے گا

بے پردہ چراغِ رخِ روشن ہو جو شب کو
مہتابِ فلک شوق میں پروانہ بنے گا

پھر گلشنِ فردوس کی خواہش نہ رہیگی
گر روضۂ محبوب میں کاشانہ بنے گا

دل مست ہے خود الفتِ گیسوئے نبیؐ میں
دیوانہ کسی زلف پری کا نہ بنے گا

ساقیٔ ہی کو سجدہ کرے سر لیسین نیازیؔ
جسدم مئے وحدت کا وہ مستانہ بنے گا

روئے احمدؐ میں احد ہی کا تماشا دیکھا

الفتِ فخر میں کیا خوب تماشا دیکھا
قطرہ دریا میں کبھی قطرے میں دریا دیکھا

ایک حالت پہ نہیں جوشِ محبت دل میں
کبھی گھٹتا اسے دیکھا کبھی بڑھتا دیکھا

طور پر حضرتِ موسیٰ نے تجلّی دیکھی
ہم نے ہر ذرّہ میں اس مہر کا جلوہ دیکھا

کسطرح سے نہو بے عینِ عرب ذات رسولؐ
روئے احمدؐ میں احد ہی کا تماشا دیکھا

آپکے ابرو و مژگاں کی صفت ہو کس سے
تیر دیکھا کبھی خنجر کبھی بھالا دیکھا

جو شرف ہمکو ملا تمکو کہاں سے ہو نصیب
حاجیو ہم نے تو کعبے کا بھی کعبہ دیکھا

فخر لیسین نیازیؔ کو غلامی کا ملا
آپکے صدقے میں ناچیز نے کیا کیا دیکھا

ازل سے ہے مجھے سودا معین الدین چشتی کا

نظر جب آگیا نقشہ معین الدین چشتی کا
میں دل سے ہو گیا شیدا معین الدین چشتی کا

مرے دل میں بہت دن سے تمنا ہے زیارت کی
دکھا دے یا خدا جلوہ معین الدین چشتی کا

جدھر دیکھوں نظر آتی ہے صورت میرے خواجہ کی
مری آنکھوں میں ہے جلوہ معین الدین چشتی کا

مثالِ قیس آوارہ ہوں میں سو دشتِ وحشت میں
ازل سے ہے مجھے سودا معین الدین چشتی کا

ہوس گلزارِ جنت کی مجھے ہو کس لیے رضواں
ریاضِ خلد ہے کوچہ معین الدین چشتی کا

رقم یٰسین نیازی تھی جبیں پر آیتِ رحمت
جہاں سے جب ہوا پردہ معین الدین چشتی کا

مجھکو آبادی سے کیا اور تم کو ویرانے سے کیا

فخر پر دل مبتلا ہے غیر سمجھانے سے کیا
میں ہوں رسوائے محبت میرے افسانے سے کیا

عشق کا عالم جدا ہے حسن کی دنیا جدا
مجھکو آبادی سے کیا اور تمکو ویرانے سے کیا

چل بسا اس بزم سے ساقی اسی کا حیف ہے
اب کوئی آئیسے کیا ہو اب کوئی جانے سے کیا

صورتِ منصور اگر دعوٰی اناالحق کا کروں
دیکھئے سولی تو پھر کام ایسے دیوانے سے کیا

محیؒ و خواجہؒ نے ازل ہی میں بناڈالا ہے مست
ہم کو اب یٰسین نیازیؒ بزم میں جانے سے کیا

کتنا بڑا کرم ہے خدا سے ملا دیا

یٰسین کو محیؒ نے نیازیؒ بنا دیا
شکرِ خدا کہ خلق میں رتبہ بڑھا دیا

اپنا ہوا گذر جو کبھی کوئے یار میں
مثلِ کلیم ہم کو بھی جلوہ دکھا دیا

پیرِ مغاں نے جامِ نیازیؒ پلا کے آج
کتنا بڑا کرم ہے خدا سے ملا دیا

آنکھوں سے ایک قطرہ نکلنا محال تھا
لیکن ترے فراق نے دریا بہا دیا

احساں بہت کیا مرے ساقی نے بزم میں
سرشار مست ایک نظر میں بنا دیا

ذرے کو آفتاب کی رفعت ہوئی نصیب
میں فرش پر تھا عرش سے جلوہ دکھا دیا

یٰسین خوب ملگئے نھنے میاں سے ہم
لیکن زباں سے کہہ نہیں سکتے کہ کیا دیا

وہ مرے گھر میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دونوں عالم سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
مری آنکھوں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

تھا وہ نشہ رگ سے قریں تھی مجھے بیوجہ تلاش
کب خدا مجھ سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں اسے ڈھونڈتا پھرتا تھا گلی کوچوں میں
وہ مرے گھر میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں تو خود جان نثاری کیلئے تھا تیار
اور وہ مجھ پہ فدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیوفا جان کے ہر وقت میں کرتا تھا گریز
وہ مگر اہل وفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

وہ سبق حشر میں اُس بت نے دہرایا مجھکو
روزِ اوّل جو پڑھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہوئی یٰسین نیازیؒ مجھے اُسوقت خبر
مرا دل قبلہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا

دلربا سے مِلا دے بادِ صبا

مصطفیؐ کا پتا دے بادِ صبا
وہ کہاں ہیں بتا دے بادِ صبا

خاکِ پائے نبیؐ کا آنکھوں میں
آج سرمہ لگا دے بادِ صبا

جسپہ آتا تھا غش فرشتوں کو
وہ ترانہ سنا دے بادِ صبا

خاک ہو جاؤں جلکے سرتا پا
آگ ایسی لگا دے بادِ صبا

حسنِ یوسفؑ نثار ہی جس پر
اُسکی صورت دکھا دے بادِ صبا

دلِ یٰسینِ نیازیؒ ہے مضطر
دلربا سے مِلا دے بادِ صبا

اے بادِ صبا طیبہ جا کر حضرتؐ کی خبر مجھے لا دینا

یا شاہِ امم محبوبِ خدا رخ اپنا مجھے دکھلا دینا
بلوا کے کبھی بہرِ خدا روضے میں جگہ بتلا دینا

اب جلد بلا لو خدمت میں بیچین بہت ہے فرقت میں
منتا ہی نہیں قلبِ مضطر للہ اسے آ منوا دینا

کس رنگ میں ہے کس روپ میں ہے کس ڈھنگ میں ہے معلوم نہیں
اے بادِ صبا طیبہ جا کر حضرتؐ کی خبر مجھے لا دینا

تو فخرِ عجم تو فخرِ عرب ہے رشکِ مسیحا تیرا لقب
بیمارِ الم ہوں مدت سے مرضی ہے جو آ کے دوا دینا

کہو صور بجانے والے سے آرام سے ابتو سونے دے
بیدار ہو جب آقا میرا اس وقت مجھے بھی جگا دینا

شرمندہ نہ ہوں روزِ محشر جب پیش ہو عصیاں کا دفتر
جو حرف غلط آ جائے نظر الطاف سے اسکو مٹا دینا

حسّانؓ پہ کرم جسطرح کیا نام اسکا رقم دفتر میں ہوا
یٰسین نیازیؔ کو بھی ذرا مداحِ نبیؐ لکھوا دینا

دل و جاں محمدؐ پہ وارا کروں گا۔

نیازؔ آپ کو میں پکارا کروں گا
تصوّر میں ہر دم نظارا کروں گا

نہ سرکاؤ ابرو کبھی سامنے سے
اسی تیغ سے دل دو پارا کروں گا

جو ہی دیدہ عرشِ اعظم کا تارا
وہی شکل دل میں اُتارا کروں گا

اگر کوئی پوچھے کہ جنت کہاں ہے
بریلی کیجانب اشارا کروں گا

میں نھنے میاں کو تصور میں رکھکر
ہر اک پل دل و جاں کو وارا کروں گا

اگر بھیجدیں فخرؔ تصویر اپنی!
تو مژگاں سے اسکو سنوارا کروں گا

فلک کے جلانے کو یٰسین نیازیؔ
بلند اپنے دل کا شرارا کروں گا

آئینہ شکل تری دیکھ کے حیران ہوتا

تیرا وحشی نہ کبھی وصل سے شاداں ہوتا
جس گلستاں میں وہ جاتا وہ بیاباں ہوتا

باغباں کیوں ترے گلشن میں قدم رکھتے ہم
ہوش پریوں کے بھی اڑتے ترے جلوے کے سبب
جتنے اغیار ہیں ہو جاتے وہ نقشِ برآب

گلِ امید سے لبریز جو داماں ہوتا
آئینہ شکل تری دیکھ کے حیراں ہوتا
آنسوؤں سے جو بپا نوح کا طوفاں ہوتا

بختِ یٰسین نیازیؔ میں سعادت تھی رقم
نسلِ ہندو میں بھی ہوتا تو مسلماں ہوتا

اب اسے پھول کا مالا تو بنا

میں ترا دیکھنے والا تو بنا
اپنے قامت سے گلستاں میں کبھی
اے جنوں قیس مجھے کہتے ہیں سب
بزمِ ساقی میں اگر ہو جانا

تو مجھے عاشقِ والا تو بنا
سروِ شمشاد کو بالا تو بنا
آگے اور اس سے نرالا تو بنا
ساغرِ دل کا پیالا تو بنا

دل ہے یٰسین نیازیؔ پُر داغ
اب اُسے پھولوں کا مالا تو بنا

کچھ اِس انداز سے آئیگا دیوانہ محمدؐ کا

جسے صبحِ ازل شامِ ابد کہتے ہیں احمدؐ کا
یہ در آمد کا در ہی اور وہ در ہے برآمد کا

ہمیشہ صاف کرتے ہیں زمیں روضے کی پلکوں سے
فرشتوں کو طریقہ یاد ہی کیا کیا خوشامد کا

ہزاروں منزلیں طے کرکے تو اے رہنما آیا
وہیں رستے میں شاید رہگیا سایہ ترے قد کا

ہزاروں سال اترانا رہا ناز و تجبتر سے
قلم نے نام لکھا عرش پر جس دم محمدؐ کا

گرا سیدھا زمیں پہ دیکھکر میں سرو گلشن کو
کہ دھوکا ہوگیا مجھکو رسولُ اللہ کے قد کا

قدم لینے کو دوڑینگے ملائک چار جانب سے
کچھ اِس انداز سے آئیگا دیوانہ محمدؐ کا

لبِ محبوب وا جس دم ہوتے ارشاد کی خاطر
کُشادہ در رہا یٰسین نیازیؔ میرے مقصد کا

ہمیشہ در پر رہوں میں حاضر یہی ہے عرضِ غلام پہونچا

صبا مدینے میں جا کے سالارِ انبیا کو سلام پہونچا
بصدقِ دل بعد اسکے سب آلِ مصطفیٰ کو سلام پہونچا

وہاں سے بغداد جا کے غوث الوریٰ کو پہونچا سلام میرا
گذر ہو اجمیر میں تو خواجۂ دوسرا کو سلام پہونچا

کلیم و حضر نظام و فخر و نیاز و تاج و محی دیں کو
قسم تجھے خضر کی ہے ہر ایک رہنما کو سلام پہونچا

رہے نہ باقی کوئی جہاں میں ہیں جو کون و مکاں میں
سلام ہر اک ولی کو جا کر الف سے تا والسلام پہونچا

دیگر

فدا ہے یٰسین تقی میاں پر ہے ورد نام آپ کا زباں پر
ہمیشہ حاضر رہوں میں در پر یہی ہے عرضِ غلام پہونچا

کیوں دکھاتے ہو مجھے تم آئینہ تصویر کا

دل کے آئینے میں ہے جلوہ تری تصویر کا
جسمیں نقشہ ہے معین و غوث اعظم پیر کا

سر جھکایا جب درِ آقا پہ یوں آئی صدا
مٹ نہیں سکتا کبھی لکھا ہوا تقدیر کا

میں تو خواجہؒ اور محی الدینؒ پر قربان ہوں
کیوں دکھاتے ہو مجھے تم آئینہ تصویر کا

کون لیلیٰ وہ تو میرے گھر کی ہر اک خادمہ
نفس سودائی ہوں مجنوں غوثؒ اعظم پیر کا

کتنے بیدم کتنے بیخود ہو گیے کسکو خبر
کچھ پتا چلتا نہیں ہے آہِ بے تاثیر کا

فی الحقیقت میری بیعت بیعت اللہ ہے
ہاتھ کس کا ہاتھ ہے یہ غوثؒ اعظم پیر کا

کیا کہوں یٰسین نیازیؒ دردِ دل کا ماجرا
میرا مضموں خود ہی شاہد ہے مری تحریر کا

اُس کو دل کے مکاں میں دیکھا

پیر کو حق کی شان میں دیکھا
جلوہ گر لامکان میں دیکھا

نظر آیا نہ فخرؒ کا ثانی
ڈھونڈ کر سب جہان میں دیکھا

دلِ ناداں کو ہر طرح کامل
عشق کے امتحان میں دیکھا

دیر و کعبہ میں جب ملا نہ پتا
اسکو دل کے مکاں میں دیکھا

ذکرِ یٰسین نیازیؔ خستہ کا
ہم نے ہر داستان میں دیکھا

ٹھمری

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا میں مدینہ چلونگی سحرا
دیکھ لوں مصطفیٰؐ کو نجروا۔

قافلہ یاں سے چلنے لگا جب
سینے میں دل مچلنے لگا تب

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

دل میں یوں ہے محبت نبیؐ کی
چلکے کرلوں زیارت نبیؐ کی

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

جا کے مولود بھی میں پڑھاؤں　　اور پھولوں کی چادر چڑھاؤں

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

جوگیا بھیس اپنا بناؤں　　خاکِ طیبہ کا چندن لگاؤں

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

میں خودی کھو کے جب حق کو پاؤں　　تو انا الحق کی باتیں سناؤں

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

گھر سے جوشِ جنوں جب نکالے　　اس گھڑی آ کے لیلیٰ سنبھالے

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

دل ہی یٰسین نیازی کا مضطر　　کچھ خبر اے صبا لا دے آ کر

لاؤ لاؤ ڈولی کہروا

حال پوچھیں جو شاہِ مدینہ مرا

خود بخود چاک ہو جائے سینہ مرا حال پوچھیں جو شاہ مدینہ مِرا

قابلِ قدر ہو گا خزینہ مرا

سب فرشتوں کو ایسی ہی تعلیم دیں جان کر عاشقِ زار تعظیم دیں

دیکھیں روح الامین جو قرینہ مرا

ہے خدا کی قسم ناخدا آپ ہیں مجتبیٰ آپ ہیں مصطفےٰ آپ ہیں

پار جلدی لگا دو سفینہ مرا

نعت یٰسین نیازی لکھوں راہ میں

اور نثر پا کروں الفتِ شاہ میں

جب گذر ہو گا سوئے مدینہ مرا

تیرے کوچے مین یٰسین نیازی پھرے اسکی برآئے اتنی تمنا

اسکی برآئے اتنی تمنا

حال زار اپنا تجھ سے وہ عرض کرے

اسکی برآئے اتنی تمنا

شعر

شمع کیطرح سے ہم عمر بسر کرتے ہیں | رات بھر روتے ہیں رو رو کے سحر کرتے ہیں

خواہش خلد نہ حوروں پہ نظر کرتے ہیں | کوچۂ یار میں دن اپنے بسر کرتے ہیں

اسکی برآئے تمنا

شعر

ہے فروزاں جو کنول لالۂ صحرائی کا | عرس جنگل میں ہے شاید ترے سودائی کا

کیوں نہیں لیتے ہو لیسین نیازی کی خبر
حال ابتر ہے بہت ہجر میں شیدائی کا

اسکی بر آئے تمنا

دیکھو تو ذرا یہ جامہ دری یا سیدنا یا سیدنا

کسواسطے ایسی بیخبری یا سیدنا یا سیدنا
دکھلادو ذرا طیبہ نگری یا سیدنا یا سیدنا

یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا

بیٹھی ہوں توکل ڈولی میں

کچھ ڈالدو میری جھولی میں اسید کی ڈالی کردو ہری

جب خلق اٹھے روز محشر

ہر ایک کی حالت ہو ابتر۔ یوں میری صدا ہو درد بھری

یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا

لیلیٰ کی مجھے الفت ہی نہیں

مجنوں سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہے میری عجب شوریدہ سری

یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا

ہے سب سے جدا اب یا حضرت

یٰسین نیازی کی حالت ۔ دیکھو تو ذرا یہ جامہ دری

یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا یا سیدنا

کھوٹا ہے یہ سکہ کہیں چلجائے تو اچھا

ارماں دلِ سوزاں سے نکل جائے تو اچھا
پروانہ صفت شمع پہ جلجائے تو اچھا

پیشانی ملو اُنکا در سرکار پہ چل کر
قسمت کا نوشتہ ہی بدلجائے تو اچھا

پل سے ہو گذر خلق کا جس روز سرِ حشر
اُس دن یہ قدم اپنا سنبھلجائے تو اچھا

منظورِ نظر ہو دلِ ناقص تو مزا ہے
کھوٹا ہے یہ سکہ کہیں چل جائے تو اچھا

اس فرقِ اطاعت کی کسی دن ہو بلندی
کوچے میں ترے سر ہی کے بل جائے تو اچھا

یادِ سرِ مژگاں کی کھٹک رہتی ہے دل میں
کانٹا مرے سینے سے نکل جائے تو اچھا

یسین نیازی کی ہو جب حشر میں پرسش
چشمہ تری رحمت کا اُبل جائے تو اچھا

ٹھمری

عرض ہے تم سے اتنی ہنوریا
رنگ دو آج موری چندریا
اپنی خدمتمیں جلدی بلا لو
کیسی فرقت میں ہو گی بسریا
رنگ دو آج موری

جاری آنکھوں سے ہیں یہ نہی آنسو
برسے جسطرح کاری بدریا
رنگ دو آج موری

بیٹھ کر چشم تر ہیں ہماری
پنیلیاں کرتی ہیں سیر دریا
رنگ دو آج موری

خلد کو پھر نہ جائینگی حوریں
دیکھ لیں گر پیا کی نگریا
رنگ دو آج موری

سر جھکاونگا سجدے کی خاطر
گر ملے آپکی رہگذریا

رنگ دو آج موری

سرخرو ہوگا یٰسین نیازی

گر ہو لطف و کرم کی نجر یا

رنگ دو آج

انا اقرب سنا کر خود وہ شہ رگ کے قریں آیا

مبارک ہو جہانیں آج ختم المرسلیں آیا
حبیب کبریا آیا شفیع المذنبیں آیا

یہ عقدہ کھل گیا بالکل حدیث من رآنی کا
کہ صورت میں بشر کی خود وہ صورت آفریں آیا

ہوا ہے اور نہ ہوگا جسکا ثانی دونوں عالم میں
نبیؐ اولیں آیا رسول آخریں آیا

اگر عیسیٰ بھی آئینگے تو ہونگے امت احمدؐ
نیا پیغام لیکر آجتک کوئی نہیں آیا

زلیخا تو نے دیکھا ہی نہیں محبوب کو میرے
تصدق یوسف مصری ہو جسپہ وہ حسیں آیا

کلام اللہ بھی پڑھکر بہت تشویش تھی دلکو
جو دیکھا روضۂ اقدس تو جنت کا یقیں آیا

کیا جسدم جدائی کا گلہ یٰسین نیازی نے
انا اقرب سنا کر خود وہ شہ رگ کے قریں آیا

رُباعی

جنوں میں داغ ہے دل پر مرا اک ماہ تاباں کا
جسے کہتے ہیں ہالہ چاک ہے میرے گریباں کا
گلے مل لوں تری شمشیر سے اتنی تمنا ہے
مبارکباد قاتل آج دن ہے عیدِ قرباں کا

کہیں ان چڑیوں کا آخر کو بسیرا ہوگا

سونیوالوں کو تو مرقد میں اندھیرا ہوگا
حشر کے روز اٹھینگے جو سویرا ہوگا
بھولکر صحنِ چمن میں وہ نہ رکھینگے قدم
ترے دیوانوں کا جنگل ہی میں ڈیرا ہوگا
کرکے اقرار نہ آنا ہر گھر کیا معنی
راستے میں کوئی اس شوخ کو گھیرا ہوگا
باغِ ہستی سے جو اڑ اڑ کے چلی جاتی ہیں
کہیں ان چڑیوں کا آخر کو بسیرا ہوگا

لکھتے ہیں دیکھ کے یٰسین نیازی وہ مجھے
مرے کوچے میں کہاں تک تیرا پھیرا ہوگا

ردیف ب

کب شاد ہوگا یہ دلِ ناشاد یا نصیب

کبتک کروں میں ہند میں فریاد یا نصیب
فرمائیں کب رسولِ خدا یاد یا نصیب

مدفن ہے رسولِ خدا کے دیار میں
مٹی ہو غریب کی برباد یا نصیب

دل میں ہجومِ غم کا ہے تانتا لگا ہوا
کب شاد ہوگا یہ دلِ ناشاد یا نصیب

ہوش و خرد حواس ہوے باختہ تمام
کسدن کرینگے وہ مری امداد یا نصیب

وصلِ حبیبِ رب ہو تو بر آئے سب مراد
ہوگا اسیرِ ہجر یہ آزاد یا نصیب

طیبہ کا ہو سفر تو ملیگی مجھے نجات
ہے آسماں ہی بر سرِ بیداد یا نصیب

یٰسین نیازی عرض کرے اسکا غم نہیں
جو ہو زبانِ پاک سے ارشاد یا نصیب

دم بخود ہو گئے ہیبت سے شجاعانِ عرب

جب عرب میں ہوئے پیدا امرِ سلطانِ عرب
بڑھ گئی آپکے قدموں سے بہت شانِ عرب

پھول گلستانِ رسالت میں شگفتہ ہوا جب
بنگیا رشکِ گلزار بیابانِ عرب

آپ نے کر دیا قرآن سنا کر عاجز
فخر کرتے تھے فصاحت پہ فصیحانِ عرب

تیغِ توحید کی جو وقت دکھائی جھلکی
دم بخود ہو گئے ہیبت سے شجاعانِ عرب

باغِ فردوس سے جبرئیل نے لائی ڈالی
خوان پر بیٹھ گئے جھگڑی مہمانِ عرب

عنقریب اب وہ زمانہ بھی ہے آنیوالا
ساری دنیا ہو مطیعِ تہِ ذیشانِ عرب

ابتو یٰسین نیازیؔ کی مدینے میں ہو یاد
آپ تو جان چکے حال مرا جان عرب

ردیف پ — اپنا دیدار بھی دکھائیں آپ

سوئے طیبہ مجھے بلائیں آپ
یا کبھی خواب ہی میں آئیں آپ

بخت خفتہ کبھی جگائیں آپ
خواب میں رخ مجھے دکھائیں آپ

یہ تمنا ہے ایک مدت سے
اپنے دربار میں بلائیں آپ

درِ دولت پہ آئے جب خادم
اپنا دیدار بھی دکھائیں آپ

نارِ دوزخ حرام اُمت پر
آتشِ غم سے کیوں جلائیں آپ

جو سنی آپ نے شبِ معراج
وہی باتیں مجھے سنائیں آپ

جس کے جلوے کا تھا خدا مشتاق
وہی جلوہ مجھے دکھائیں آپ

راز میں رکھدیا جسے حق نے
پردۂ راز کو اٹھائیں آپ

میرے آنے میں سخت مجبوری
ہو جو فرصت کبھی تو آئیں آپ

میرے لب پر بھی ہو انا خواجہؔ
رنگ ایسا کبھی جمائیں آپ

آئے یٰسین نیازیؔ حشر میں جب
دامنِ لطف میں چھپائیں آپ

ردیف　آئینہ بھی حیران ہے اللہ کی قدرت　ت

رخ آپ کا قرآن ہے اللہ کی قدرت
محبوب کی کیا شان ہے اللہ کی قدرت

امت کو میں لیجاؤں گا فردوسِ بریں میں
یہ عہد یہ پیمان ہے اللہ کی قدرت

لیجاتے ہیں جان بازو بھی تیر بازی
کیا حشر کا میدان ہے اللہ کی قدرت

پریوں کے بھی ہوش اڑتے ہیں رخ دیکھ کے انکا
آئینہ بھی حیران ہے اللہ کی قدرت

دنیا میں بھی مرقد میں بھی اور روزِ جزا بھی
سرکار کا احسان ہے اللہ کی قدرت

آنکھوں سے رواں اشک تو نالے ہوں لبوں پر
عاشق کی یہ پہچان ہے، اللہ کی قدرت

باطن میں ہے وہ مظہرِ انوارِ الٰہی
ظاہر میں تو انسان ہے اللہ کی قدرت

مطلب نہیں پیدا کسی مذہب میں ہو کوئی
فطرت میں مسلمان ہے اللہ کی قدرت

کیوں شاہ ہوں یٰسین نیازی کو نہ ہو فخر
وہ فخر کا دربان ہے اللہ کی قدرت

قطعہ

کیوں نہ ہو نور پر نور مکاں آج کی رات
مجلسِ فخرِ نیازی ہے یہاں آج کی رات

سنیئے اب شوق سے یٰسینِ نیازی کا کلام
کہ بریلی کا ہے محفل پہ گماں آج کی رات

جلوہ دکھا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

آنکھوں میں آ رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت
دل میں سما رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

اجمیر کے سفر میں وحشت میں کیوں نہ نکلوں
مجنوں بنا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

سوزِ الم کا قصّہ کس کو سناؤں جا کر
دل کو جلا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

مثلِ کلیم مجھ پر کیوں بیخودی نہ چھائے
جلوہ دکھا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

ساغر میں وحدت کے بھر کر شرابِ عرفاں
ہر دم پلا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

اس لطف اس کرم پر قربان کیوں نہ جاؤں
بگڑی بنا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

یٰسین نیازی آئے جو خفتہ بخت در پر
اُن کو جگا رہی ہے خواجہ کی پیاری صورت

ردیف ط — مرے دل پر جگر پر چوٹ پر چوٹ

لگا چشم ستمگر چوٹ پر چوٹ
مرے دل پر جگر پر چوٹ پر چوٹ

مرصع یوں ہوا زخموں سے میرا دل
ہوا اندر اور باہر چوٹ پر چوٹ

عدو کا ہاتھ ہے ابرو پہ اُنکی
ہیں کھاو لگا مقرر چوٹ پر چوٹ

لگا یا زخم دل پر اور خنجر
پڑی کیا خوب بہتر چوٹ پر چوٹ

ہمیشہ تیغ ابرو سے لگی ہے
مرے سینے کے اندر چوٹ پر چوٹ

دکھائی تھی جو ابروئے کمانی
ہوی آخر مدوّر چوٹ پر چوٹ

جو لیجائے خطِ لسین نیازی
تو کھا جائے کبوتر چوٹ پر چوٹ

ردیف ث — کام نادانوں کا ہے پھر کھو کے پچھتانا عبث

عقل ہی جسمیں نہو پھر اسکو سمجھانا عبث
سچ مثل ہے آئینہ اندھے کو دکھلانا عبث

خاک پتھر ہے وہاں یاں نور کی تعمیر ہے
سوئے کعبہ دل چھوڑ کر جانا عبث

باغ میں پھولوں کو کھلنا اور مرجھانا بھی ہے
اپنے حسنِ عارض گلگوں پہ اترانا عبث

اب جو قبضہ میں ہے اسکو بھول کر ضائع نہ کر
کام نادانوں کا ہے پھر کھو کے پچتانا عبث

دشت سے انس ہے ویرانے سے الفت ہے اسے
صحنِ گلشن میں ترے وحشی کو ٹھلانا عبث

آبرو کھونی نہیں اچھی مقامِ عشق میں
قطرہا اشک کو آنکھوں سے ٹپکانا عبث

جو مقدر میں ہے اے یٰسین نیازی ہو ضرور
خونِ دل پینا ہے بے سود اور غم کھانا عبث

ردیف ج — اللہ سے کی بخششِ امت شبِ معراج

الیسی تھی محمدؐ کی عنایت شبِ معراج
اللہ سے کی بخششِ امت شبِ معراج

جو وقت گئے عرش پہ حضرتؐ شبِ معراج
ظاہر ہوئی کارؐ کی عظمت شبِ معراج

اقصیٰ میں حرم سے جو گئے سید والا
کی پچھلے رسولوں کی امامت شبِ معراج

کھاتا تھا براقِ نبوی ناز سے ہر دم
صد شکر کہ جاگی مری قسمت شبِ معراج

رکھتا تھا وہ ہر وقت قدم حدِّ نظر پر
اسطرح تھی رہوار کی عجلت شبِ معراج

اسطرح سے رضواں کو ہوا حکمِ الٰہی
آراستہ کر گلشنِ جنّت شبِ معراج

دونوں میں عجب راز تھا الیسین نیازی
حضرت پہ کھلی حق کی حقیقت شبِ معراج

ردیف ج

بک گئے کیا حضرتِ یوسف سرِ بازار سچ

جسطرح سے ہے کلامِ خالقِ غفّار سچ
ہے اسی صورت سے قولِ احمدِ مختار سچ

آگئی اب صحنِ گلشن میں صداقت کی بہا
کیوں نہ پھر نغمہ سنائیں طائرِ گلزار سچ

بس گیا ہے جب سے سودا سر میں زلفِ یار کا
آ گئی قسمت میں میری گردشِ پرکار سچ

ای زلیخا گھٹ گئی کیوں اسطرح سے جنسِ حسن
بک گئے کیا حضرتِ یوسف سرِ بازار سچ

ہیں غرض کے آشنا یٰسین نیازی خلق میں
مل نہیں سکتے جہاں میں دوست اور غمخوار سچ

ردیف (ح)

آخر جمال اپنا دکھایا کسی طرح

مجبور کر کے یوہی پھرایا کسی طرح
دیر و حرم میں تجھکو نہ پایا کسی طرح

معبود ہو کے بندوں میں شامل ہے تیری ذات
یہ راز فہم میں نہیں آیا کسی طرح

عاجز جہاں تھا بارِ امانت کیواسطے
مجبور ہو کے ہم نے اٹھایا کسی طرح

آنکھیں جو بند کیں کبھی دیدار کیلئے
وہ میرے چشم دل میں سمایا کسی طرح

موسیٰ کا قصہ چھیڑ کے مجبور کر دیا
آخر جمال اپنا دکھایا کسی طرح

یسین نیازی اس سے یہی ہے فقط گلا
ارماں نہ میرے دل کا مٹایا کسی طرح

مجھکو بھی تو دکھائیگا جلوہ کسی طرح

دکھلائیگا وہ اپنا کرشمہ کسی طرح
قطرے میں تو سمائیگا دریا کسی طرح

مایوس جب ہے ہو نہ کلیم اسکی دید سے
مجھکو بھی تو دکھائیگا جلوہ کسی طرح

خوشبوئے زلف مجھکو سنگھائینگے وہ ضرور
جائیگا میرے سر سے یہہ سودا کسی طرح

جب بے نقاب ہونگے سر بزم آکے وہ
اٹھ جائیگا لگا ہوں سے پردہ کسی طرح

یسین نیازی مجھ سے ملینگے وہ بے حجاب
آخر کو منکشف ہو یہہ پردہ کسی طرح

ردیف (خ)

کچھ اسطرح سمائی ہے سر میں ہوائے شیخ

مد نظر نہ کیوں ہو ہمیشہ لقائے شیخ
وصلِ رسولِ پاک ہے رُوئے فنائے شیخ

سجدے کے واسطے میں جھکاؤنگا سر ضرور
میرے حریم دل میں جو تشریف لائے شیخ

ایسا ہو شیخ جو مری بگڑی سنوار دے
محبوب سے ملا کے خدا سے ملائے شیخ

میں ایسے شیخ پہ ہوں تصدق ہزار بار
سوتے ہوئے نصیب کو میرے جگائے شیخ

آخر کو مجھ پہ آتش دوزخ حرام ہیں
یوں امتحاں کی آگ میں مجھکو جلائے شیخ

حوروں کی آرزو ہے نہ جنت کی ہے طلب
کچھ اسطرح سمائی ہے سر میں ہوائے شیخ

الیسین نیازی مصحفِ عارض پہ ہے فدا
اللہ کا کلام ہمیشہ سنائے شیخ

اللہ کی قسم کہ یہ سب ہے عطائے شیخ

اپنا جمال مجھکو ہمیشہ دکھائے شیخ	آئیں نظر نبیؐ جو تصور میں آئے شیخ
اسکے سوا نہیں ہے مجھے اور کچھ ہوس	خلوت میں رازِ عشق کا قصہ سنائے شیخ
سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھائے شیخ	پردہ کبھی جو رُخِ نبیؐ سے اٹھائے شیخ
اتنا اثر تو کچھ مری دیوانگی میں ہو	جسدم میں روٹھ جاؤں تو آکر منائے شیخ
گھر بیٹھے مجھکو دولتِ دارین مل گئی	اللہ کی قسم کہ یہ سب ہے عطائے شیخ

فردوس سے غرض ہے نہ حوروں سے کام ہے
السینؔ نیازی ہے مرے سر میں ہوائے شیخ

ردیفِ د

مجھے تنہا نہ چھوڑو یا محمدؐ

ہمارا حال سن لو یا محمدؐ	ادھر للہ دیکھو یا محمدؐ

مدد ہو دستگیری کا ہے اب وقت
ہمارا ہاتھ تھامو یا محمدؐ

گذرتی ہی غم فرقت میں کیونکر
فسانہ یہ نہ پوچھو یا محمدؐ

رنگا جیسے بلالِ شیفتہ کو
مجھے ویسا ہی رنگدو یا محمدؐ

ہے میرا ناخنِ تدبیر مجبور
گرہ مقصد کی کھولو یا محمدؐ

بروز حشر رکھنا ساتھ اپنے
مجھے تنہا نہ چھوڑو یا محمدؐ

بہت بیتاب ہے لسین نیازی
گذارش اُس کی سُن لو یا محمدؐ

بابا شرف الدین کے در پر جو کوئی لائے مراد

بابا شرف الدین کے در پر جو کوئی لائے مراد
ہے یقیں نخلِ تمنا سبز ہو پائے مراد

قوم و ملت سے غرض کیا قصدِ دل درکار ہے
جسطرف اُٹھے نظر اسکو نظر آئے مراد

اٹھ کے ہم سرکار کے اب در سے جائیں کسطرح
ہے یہیں ملتی مراد اور بھی جائے مراد

کوئی جاتا ہی نہیں خالی قسم اللہ کی
جتنے آتے ہیں درِ دولت پہ شیدائے مراد

وہ گلِ امید پھر کیوں نہ مالا مال ہو
گلشنِ عالم میں جسکو رنگ دکھلائے مراد

پل میں ہوں سیراب حاضر جسقدر ہوں تشنہ کام
شربت لیکر انھیں پھر کیوں نہ پلوائے مراد

جو چڑھائے پھول اسکا گلشنِ مقصد کھلے
کیوں دامن میں ہائے گلزارِ مولائے مراد

پھیلے غسلِ پاک کی خدمت کا حاصل فخر ہے
کسطرح یٰسین نیازی کی نہ بر آئے مراد

ٹھمری

خالق کے دلدار محمدؐ
اُمّت کے سالار محمدؐ

عالم کے سردار محمدؐ
جنّت کے مختار محمدؐ

لکھتا ہوں ہر بار محمد
محمد محمد محمد محمد

رین اندھیری سخت گھڑی ہے
آکے بھنور میں ناو اڑی ہے

ہائے اجل اب سر پہ کھڑی ہے
لیکن یہ امید بڑی ہے

کر دینگے اب پار محمد
محمد محمد محمد محمد

پنجۂ غم سے مجھکو چھڑا دو
دریا دستِ کرم سے بہا دو

بگڑی مری اب جلد بنا دو
مفلس کو خیرات دلا دو

یسینؔ ہے نادار محمد
محمد محمد محمد محمد

ساغرِ وحدت جام ہے میرا
نعتِ محمد کام ہے میرا

ردیف (ذ)

اس سے بڑھکر کونسی دولت لذیذ

ہے مجھے محبوب کی الفت لذیذ
لذتوں میں ہے یہی لذت لذیذ

جس کا عاشق ہے خداوندِ کریم۔
آپ کی پھر کیوں نہ ہو صورت لذیذ

میں ہوں طالب دولتِ دیدار کا
اس سے بڑھکر کونسی دولت لذیذ

لذتِ دیدار کافی ہے مجھے
زاہدوں کے حق میں ہو جنت لذیذ

جلوۂ جاناں رہے پیشِ نظر
اس سے بڑھکر کونسی نعمت لذیذ

راحتِ جاں زیبِ پہلو ہو مدام
راحتوں میں ہے یہی راحت لذیذ

جلد ہو السیس نیازی کی طلب
ایسی دوری سے تو ہے قربت لذیذ

نامہ بر شاہ کے دربار میں پہونچا کاغذ

نامہ بر شاہ کے دربار میں پہونچا کاغذ
دستخط ہو تو وہاں ہے مرا لانا کاغذ

ہو جو مدح رخ احمد کی صفت کے قابل
ہو امجھ سے تو اسطرح مہیّا کاغذ

جب لکھوں خط تو غرض کچھ بھی نہو قاصد سے
خود بخود اُڑ کے چلے جانب بطحیٰ کاغذ

آپ کے دست منور کی جو لکھوں تعریف
تو درخشاں ہو مثال ید بیضا کاغذ

ہے رقم نامۂ اعمال میں نعت محبوب
نہ اُڑا لے کوئی محشر میں ہمارا کاغذ

صفحۂ دل پہ نہ کیوں غم کی کہانی لکھوں
ملگیا خوبی تقدیر سے اچھا کاغذ

لب محبوب کی توصیف اگر ہو تحریر
کیوں نہ یسین نیازیؒ کا ہو گویا کاغذ

ردیف (ر)

مسکن ہے ترا کلیر مخدومؒ علی صابرؒ

دکھیا ہوں کٹے کیونکر مخدوم علی صابر
فریاد و دیا مجھ پر مخدوم علی صابر

کرپا کی نظر کرنا دامن کو مرے بھرنا
آتی ہوں ترے در پر مخدوم علی صابر

ہوش آئے ہیں جس سے شیدا ہوں اسی نشے سے
ہو اب تو کرم مجھ پر مخدوم علی صابر

کیا آج سے کل ہی ہوں گردش میں ازل سے ہوں
جاتا ہی نہیں چکر مخدوم علی صابر

ہے تو تو مرے دل میں کہنے کو تو ظاہر میں
مسکن ہے ترا کلیر مخدوم علی صابر

شکوہ ہے مجھے بیشک پوچھا ہی نہیں اب تک
سرکار مرے ہوکر مخدوم علی صابر

یٰسین نیازی ہوں جاں دینے کو راضی ہوں
دیکھو کبھی بلوا کر مخدوم علی صابر

کہیں ظاہر ہوئے تم عشق زلیخا ہو کر

غیر کو دیکھے جو مشتاق تمہارا ہو کر
یا الٰہی وہ اٹھے حشر میں اندھا ہو کر

ترے چھپنے کی کوئی حد ہے دمِ آخر بھی
ملک الموت بھی ملتے ہیں کشیدہ ہو کر

تم پہ آئے حضرتِ موسیٰ کو کیسی گذری
تم بھی تو آئے تھے مشتاق تماشا ہو کر

تم کہیں صورتِ یوسف میں ہوئے جلوہ نما
کہیں ظاہر ہوئے تم عشقِ زلیخا ہو کر

کس سے ہم پوچھیں کہ کیا گذری عدم والوں پر
کوئی یٰسین نیازیؒ نہیں آیا ہو کر۔

رباعی

تا کجا پھرتا رہوں یوں دربدر
کیجئے للہ رحمت کی نظر

بہرِ عثماںؓ دیجئے میری مراد
یا معین الدین چشتیؒ لو خبر

ٹھمری

ہاں ہاں محمدؐ تم پہ خدا کا ہے پیار

گئے جو عرش اعظم پہ سرورِ عالم　　صدا یہ آپکو آتی تھی غیب سے ہردم

ہاں ہاں محمدؐ تم پہ خدا کا ہے پیار

جب تم روپ سیاں میں آئے　　جلوہ اپنا سب کو دکھائے

ہاں ہاں محمدؐ تم پہ خدا کا ہے پیار

جگمگ جگمگ ہو گیا عالم　　آئے جب سردار دو عالم

ہاں ہاں محمدؐ تم پہ خدا کا ہے پیار

دین و دنیا تم پہ نثار　　تم دو جگ کے ہو سردار

ہاں ہاں محمدؐ تم پہ خدا کا ہے پیار

یٰسین نیازی کو منت سے پالا　　ادا شکر ہو کیا ترا حق تعالیٰ

ہاں ہاں محمدؐ تم پہ خدا کا ہے پیار

رباعی

ہے نور سے اللہ کے عالم پُرنور
دنیا میں ہوا سرورِ عالم کا ظہور
قرآں میں خالق ہے ثنا خواں انکا
یٰسین نیازی سے ہو کیا نعتِ حضور

ردیف (ڑ)

دامنِ سرکار کو ہرگز نہ چھوڑ

طالبِ حق ہو جہاں سے منھ کو توڑ
دل سے غافل الفتِ دنیا کو چھوڑ

دردِ سر کا تو اگر چاہے علاج
چل دَرِ دلبر پہ اپنے سر کو پھوڑ

ترک کر دے دخترِ رز کا خیال
گردنِ مینا کو ہاتھوں سے مروڑ

ہوگا ان سے ایکدن دھوکا ضرور
اہلِ عالم سے کبھی رشتہ نہ جوڑ

جا کے ٹھہرے منزلِ مقصود پر
ابلقِ ایام کی یوں باگ موڑ

نوح کا طوفاں بپا ہو خلق میں
وقتِ گریہ دوں اگر دامن نچوڑ

لاکھ ہو یٰسین نیازی انقلاب
دامنِ سرکار کو ہرگز نہ چھوڑ

ردیف ز

ہو میرے دردِ جگر کی دوا غریب نواز

خدا رسول کے ہیں آشنا غریب نواز
ہماری کشتی کے ہیں نا خدا غریب نواز

مدد کا وقت ہے تشریف لائیے جلدی
زمانہ بر سرِ جنگ است یا غریب نواز

نہیں ہے شوق مجھے عمرِ جاودانی کا
بس اپنے عشق میں کردو فنا غریب نواز

پلادو شربتِ دیدار از پئے حیدرؓ
ہو میرے دردِ جگر کی دوا غریب نواز

غریب یٰسین نیازی کی بھی خبر لینی
کہ نام آپ نے جب رکھ لیا غریب نواز

کچھ سمجھ ہی ہیں نہ آیا اُس کا راز

کیوں نہ پھر یٰسین نیازی کو ہو ناز
ملگیا آقا نیازِ بے نیاز

سر جھکا دیتے ہیں پائے یار پر
کافرانِ عشق کی ہے یہ نماز

کیا ملے اسکو حقیقی کا مزا
ہو نہ جب تک واقفِ عشقِ مجاز

کیا بشر عاجز فرشتے ہیں یہاں
کچھ سمجھ ہی ہیں نہ آیا اُس کا راز

کیا لکھوں میں وہ گلِ خوبی ہے تو
ہے پسینہ تیرا عطرِ شاہناز

زندگی سب گھٹ گئی تیرے سبب
اے غمِ دل عمر ہو تیری دراز

دامنِ مقصود کو بھر دیجیے
جلد ہو یٰسین نیازی سرفراز

ردیفِ س

مجھے یٰسین نیازی کے ہے اشعار سے انس

ہے اگر بلبلِ نالاں تجھے گلزار سے انس
تو مرے دل میں بھی ہر کوچۂ دلدار سے انس

اب نہیں کوئی بھی معشوق ستمگار سے انس
چھوڑ کر ہو گئی عادت بتِ عیار سے انس

ہے مرے پیشِ نظر قامتِ دلدار مدام
ہو مجھے صورتِ منصور نہ کیوں دار سے انس

زلفِ پیچاں کی محبت ہے تباہی کا سبب
موت کی ہے یہ علامت جو رکھے مار سے انس

پہلے دشنام جو دیتے تھے وہ یہ کہتے ہیں اب
مجھے یٰسیں نیازی کے ہے اشعار سے انس

ردیفِ ش

اے دل ہے کس لیے تجھے تلوار کی تلاش

زاہد کو ہے جو خلد کے گلزار کی تلاش
ہے رحمتِ خدا کو گنہگار کی تلاش

پھرتا ہوں نذر دینے کو میں لیکے نقدِ دل
مشتاق کے ہر روز سے دلدار کی تلاش

ماہِ صیام دیکھ کے ابروئے یار دیکھ
کیوں میرے ساتھ آو گے تم کوئے عشق میں

اے دل ہے کس لئے تجھے تلوار کی تلاش
ای خضر ہے مجھے رہِ دشوار کی تلاش

دعوت خدا نے دی تھی جسے لامکاں میں
یٰسین نیازی ہے مجھے اُس یار کی تلاش

ردیف ص

جوہری کے ہوں سب گہر ناقص

ہوگئے غم سے دل جگر ناقص
روتے روتے ہوئی نظر ناقص

قطرۂ اشک بھی کہ دم میں ۔
جوہری کے ہوں سب گہر ناقص

یاد اب تک نہیں ہوئی شاید
مرے نالوں میں ہے اثر ناقص

کیوں نکلتا وہ عشق میں کامل
ہو نا انسان بھی اگر ناقص

قصۂ نوح دیکھ لو پڑھکر
ہیں پیمبر پدر۔ پسر ناقص

وقت گریہ ہے مردمک روشن
کب ہو پانی میں نیلوفر ناقص

ہے یہ لیسین نیازی رازِ خدا
دیکھنے کو تو ہے بشر ناقص

ردیف (ض)

ہے نہ دنیا سے نہ عقبیٰ سے غرض

ہے مجھے ہر وقت مولا سے غرض
رہتی ہے خادم کو آقا سے غرض

ہوں لبِ بینیٔ احمد پر نثار
ہے نہ سوسن نہ چنبیا سے غرض

اے طبیبو قلبِ سوزاں کو مرے
اندنوں ہے سیرِ دریا سے غرض

ہے مری نظروں میں ایوانِ رسول
کیوں رکھوں عرشِ معلیٰ سے غرض

کام ہے دل کو مرے دلدار سے
ہے فقط مجنوں کو لیلیٰ سے غرض

صورتِ موسیٰ میں دیکھوں حسنِ یار
ہے مجھے برقِ تجلّی سے غرض

آپ کے یسین نیازیؒ کو مدام
ہے نہ دنیا سے نہ عقبیٰ سے غرض

ردیف (ط)

جس کا ہو املا غلط انشا غلط

عالم فانی کا ہے جھگڑا ہے غلط
اسکی ہے بنیاد سرتاپا غلط

عارض و زلفِ سیہ کے سامنے
روزِ روشن اور شب یلدا غلط

ملگیا جنکو درِ بحرِ ادب
بات وہ کہتے نہیں بیجا غلط

جو ہے پیش آنی میں پیش آئے ضرور
ہو نہیں سکتا ہے یہ لکھّا غلط

ہو گیا سانچے گرو پر جو نثار
چال وہ چلتا نہیں چلا غلط

کیا قدم رکھّے وہ بحرِ شعر میں
جس کا ہوا املا غلط انشا غلط

قول ہے یٰسین نیازیؒ کا درست
وہ کبھی لکھتا نہیں اصلا غلط

ردیفِ (ظ)

ہے شفیع جزا مرا حافظ

ہو گئے جس کے مصطفیٰؐ حافظ
کیوں نہ ہو اس کا پھر خدا حافظ

مصحفِ رخ رسولِ اکرم کا
جس نے دیکھا وہ ہو گیا حافظ

خوفِ اعدا ہو کس طرح مجھکو
ساتھ رہتا ہے جب مرا حافظ

روشنی ہے نبیؐ کی پیشِ نظر
سورۂ شمس کو سنا حافظ

مجھکو سودا ہے زلفِ احمد کا
سورہ واللیل کا سنا حافظ

حشر اور نشر کا ہو خوف کسے
ہے شفیعِ جزا مرا حافظ

ہوں رسولِ خدا کی امت میں
کیوں نہو اُن کا کبریا حافظ

یہ تو ممکن نہیں تمہارے سوا
دوسرا میں ہو دوسرا حافظ

فکر لیسین نیازی کو ہو کیوں
اس کا ہر دم ہے جب خدا حافظ

ردیفِ (ع)

منزلِ الفت میں ہم نے جب قدم رکھا شروع

الفتِ گیسو نے سر میں کر دیا سودا شروع
رات آتی ہی تو ہوتا ہی مجھے رونا شروع

آگیا جو وقت وصلِ یار کا دل میں خیال
یاس اور امید میں ہونے لگا جھگڑا شروع

حسرت و ارماں بھی اُس دن ہونگے رخصت دیکھنا
جب قدم محبوب پر ہوگا مرا جانا شروع

ہے قسم حق کی جدا ہو جائیگی ہم سے خودی
جا ئینگے دربارِ مولا میں تنِ تنہا شروع

بہرِ استقبال آئے آفت و رنج و الم
منزلِ الفت میں ہم نے جب قدم رکھا شروع

رونے والا بحرِ عالم میں نہیں میری طرح
وقتِ گریہ دیدۂ تر سے ہوا اک دریا شروع

سامنا جب عشق نے یٰسین نیازیؒ کا کیا
آگیا اُس کی زباں پر نام خواجہؒ کا شروع

ردیفِ غ

بنا قلب پر عشقِ مولا چراغ

ہے سینے میں داغِ تمنا چراغ
ملا مجھکو قسمت سے اچھا چراغ

بہت دن جو جلتے رہے ہجر میں
بنا قلب پر عشقِ مولا چراغ

اگر رات کو آئے گھر وہ صنم
جلاؤں لگا مندریں گھی کا چراغ

فراقِ نبیؐ کا جو دل پر ہے داغ
اندھیری لحد میں بنے گا چراغ

ہے پروانہ جیسے فدا شمع پر
ترے حُسن پر یوں ہے شیدا چراغ

ہے جنگل میں کیا عرس مجنوں کا آج
کہ لالہ کا روشن ہے ہر جا چراغ

ہے یٰسین نیازیؔ اندھیرا وہاں
کہ ہمراہ ہو زادِ عقبیٰ چراغ

ردیفِ ف

میری نظر ہے کوچۂ دلدار کیطرف

کیونکر میں جاؤں خلد کے گلزار کیطرف
میری نظر ہے کوچۂ دلدار کیطرف

تھی کب سے آنکھ جلوۂ رخسار کیطرف
دیکھا نہ حیف طالبِ دیدار کیطرف

بخشش ہو روزِ حشر ملک چوم لیں قدم
دیکھیں وہ اک نظر جو گنہ گار کیطرف

اس راہ میں خضر بھی کسطرح رہنما
بیسا چل رہا ہو واقفِ اسرار کیطرف

عیسیٰ بھی جا کے چرخِ چہارم پہ رہ گئے
آئے نہ بھولکر ترے بیمار کیطرف

دعویٰ اگر کرے وہ اناالحق ہے فائدہ
منصورِ صفت جب ہی نہ ہو دار کیطرف

کیا فائدہ ہے شیخ و برہمن کی یاد سے
دونوں ہیں وقف سبحہ و زنار کیطرف

مقتل میں کسطرح نہ شہادت نصیب ہو
سر جھک رہا ہے ابروئے خمدار کیطرف

جب فیصلہ ہو روزِ قیامت میں خلق کا
جائینگے ہم بھی اٹھ کے در یار کیطرف

یٰسین نیازی آپ کا حافظ ہے کردگار
گھر سے چلے ہیں منزلِ دشوار کیطرف

ردیفِ (ق)

ہے میرے سر پہ آسمانِ فراق

کیا سناؤں میں داستانِ فراق
لاؤں کسطرح سے زبانِ فراق

ہونگے غمگیں وہ پڑھ کے خط قاصد
کہ رقم اسمیں ہے بیانِ فراق

طائرِ دل اسیر ہے جس میں
میرا قالب ہے آشیانِ فراق

صدمے کب تک سہا کرے کوئی
ہے مرے سر پہ آسمانِ فراق

زہے تقدیر گر قبول افتد
نذر لایا ہوں ارمغانِ فراق

داغ دل پر ہیں اشرفی کیطرح
خوب ہے گنجِ شائگانِ فراق

نکلے یٰسین نیازی اب کیونکر
پڑ گیا ہے وہ درمیانِ فراق

ردیف ل

رنج و راحت ہے زندگی تک

پھونچوں کیونکر مرے نبی تک
لیجائے کون اس گلی تک

دل میرا عجیب غمکدہ ہے
آتی نہیں بھولکر خوشی تک

کیا بعدِ فنا ہو کس کو معلوم
رنج و راحت ہے زندگی تک

انسان ہی نہیں نثار تم پر
قربان ہیں حور اور پری تک

قطعہ

تنہا ہوں لحد میں یا محمدؐ
تشریف نہ لائے کیوں ابھی تک

جب لطف ہے تم سے آنکھیں
نوبت آئے کشاکشی تک

یٰسینؔ نیازی قدرِ نعمت
انسان کی ہے سلامتی تک

مر مرکے جینے کی نہ نکلی کوئی صورت ابتک

نہیں نکلی مرے دل سے کوئی حسرت اب تک
تمنے بے پردہ دکھائی نہیں صورت اب تک

واہ کیا خانۂ تاریک ہیں تاباں ہے چراغ
دلمیں روشن ہے مرے داغِ محبت اب تک

بھلا آپ ہی اب اسکو بجھائیں آ کر
بیکسی تو مری کی ہے رفاقت اب تک

مجھکو حیرت ہے کہ دربارِ شہِ والا میں
نہ ملی کسلیئے آنیکی اجازت اب تک

وائے قسمت نہ ملا کوئی مرے خط کا جواب
مرنے جینے کی نہ نکلی کوئی صورت اب تک

آنے دینا نہیں سرکار کے در پر افسوس
فلکِ پیر کو ہے مجھسے عداوت اب تک

آپ سے کچھ نہیں قسمت سے گلہ ہے سارا
پوچھی یٰسین نیازیؒ کی نہ حالت اب تک

ردیفِ (ل)

حشر کے دن کام آئے یا رسولؐ

گر قدم قسمت دکھائے یا رسولؐ
آرزو میری بر آئے یا رسولؐ

آپ کے روضے کا نقشہ ہر گھڑی
میری آنکھوں میں سمائے یا رسولؐ

آپ کا کلمہ جو پڑھتے ہیں مدام
نارِ دوزخ کیوں جلائے یا رسولؐ

تم نہ دو تو شربتِ دیدار کا
کون پھر ساغر پلائے یا رسولؐ

آپ بھی تشریف لانا اُس گھڑی
جب ملک مرقد میں آئے یا رسولؐ

نعت جو یٰسین نیازیؒ نے لکھی
حشر کے دن کام آئے یا رسولؐ

ردیفِ (م)

جائیں کیوں دوزخ میں جب حضرت کے کہلاتے ہیں ہم

سر کے بل سرکار کے دربار میں جاتے ہیں ہم
نذرِ سر دیکر نظر انعام میں پاتے ہیں ہم

عشق و الفت کا سبق مجنوں سے پڑھواتے ہیں ہم
دشتِ وحشت میں ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم

کیسے ہیں خوش بخت جنکو وصل ہوتا ہے نصیب
نقدِ دل دیکر بھی دلبر کو نہیں پاتے ہیں ہم

آپکے تشریف لانے کا ہے ایسا انتظار
فرشِ نرگس کیطرح ہر سو بچھے جاتے ہیں ہم

شوق ایسا بڑھ گیا پابوسیٔ محبوب کا
صورتِ نقشِ قدم ہر سو مٹے جاتے ہیں ہم

لب چمٹ جاتے ہیں کھتے ہیں محمدؐ جسگھڑی
منھ سی کہہ سکتے نہیں ہیں جو مزا پاتے ہیں ہم

اِس لیئے یٰسین نیازی ہم کو ہے محشر میں ناز
جائیں کیوں دوزخ میں جب حضرت کے کھلاتے ہیں ہم

آئینگے کون سے شمار میں ہم

ٹھرے فردوس کی بہار میں ہم
آج پہونچے ہیں کوئے یار میں ہم

لبِ شیریں کے غم میں بے فرہاد
سر کو پھوڑینگے کوہسار میں ہم

ہم سے گنتی نہ لے بروزِ شمار
آئینگے کون سے شمار میں ہم

گر خدا سے عطا بھی ہو جنت
کیا کرینگے فراقِ یار میں ہم

کیوں نہ دامن کو چاک چاک کریں
اب نہیں اپنے اختیار میں ہم

جانِ یٰسینؔ نیازؔ پر ہے نثار
صاف کہدینگے یوں ہزار میں ہم

روروکے حالِ زار کسے اب سنائیں ہم

کب تک یونہی فراق کے صدمے اٹھائیں ہم
کسطرح بیقراری دل کو مٹائیں ہم

گذری تمام عمر ترے در پہ یا نبیؐ
اب کیسے آستانۂ ترے در جائیں ہم

آتا نہیں نظر کوئی دل سوز آشنا
روروکے حالِ زار کسے اب سنائیں ہم

بہر خدا دکھا دو جمال اپنا یا رسولؐ
کب تک تمہارے ہجر میں آنسو بہائیں ہم

یٰسین نیازیؒ کے ہے یہی دل میں آرزو

بستر درِ رسولؐ پہ چل کر لگائیں ہم

کس کو بہرِ مدد میں بلاؤں المدد المدد غوثِ اعظم

حال دل کس کو اپنا سناؤں المدد المدد غوثؓ اعظم

راز پوشیدہ کیونکر بتاؤں المدد المدد غوثؓ اعظم

پنجتن پاک کی دہائی دامِ غم سے ملے اب رہائی

کس کو بہرِ مدد میں بلاؤں المدد المدد غوثؓ اعظم

لوگ ہر سال بغداد جائیں اپنی دل کی مرادوں کو پائیں

میں ترستا ہوں اور نہ آؤں المدد المدد غوثؓ اعظم

کیا بیاں ہو مری آہ و زاری خون آنکھوں سے ہے اب تو جاری

ہائے کب تک میں دریا بہاؤں المدد المدد غوث اعظم

جب لحد میں یہ پوچھیں فرشتے کون تیرا ہے پیر کہہ دے

نام سید یٰسین نیازیؔ بتاؤں المدد المدد غوث اعظم

ٹھمری سارنگ

بجریا تجھ سے لاگی میں تو ہوی بدنام

ایسی خطا کیا مجھ سے ہوئی ہے دیتے ہو جو دشنام۔

بجریا تجھ سے لاگی میں تو ہوی بدنام

یاس کی رہی ناواں کی رہی ہیں جگ سے چلی ناکام ٭

بجریا تجھ سے لاگی میں تو ہوی بدنام

کیا کہوں میں یٰسین نیازیؔ من کو نہیں آرام ٭ ٭

ٹھمری

بھول جانا نہ کہیں حشر میں یا شاہِ اُمم

تم دو جہاں کے ہو والی و سیّد نا	کوئی نہ گیا در سے خالی و سیّد نا

اشعار

عرض یٰسین نیازی کی ہے تم سے ہردم

بھول جانا نہ کہیں حشر میں یا شاہِ اُمم

دل کو ہے مہر قیامت سے بہت حزن و الم

اُس کے سر پر رہے سرکار کا بس دستِ کرم

ہو سبز تمنا کی ڈالی و سیّد نا

ردیفِ (ن)

ہنگامہ اب وہ کوچۂ قاتل میں کچھ نہیں

ہے داغِ ہجر اور مرے دل میں کچھ نہیں
اس عیب کے سوا ہے کامل میں کچھ نہیں

مجنوں کے سر سے ہو گیا سودائے زلف دور
لیلیٰ سے کہہ دو اب تری محمل میں کچھ نہیں

رکھتے ہو مجھ سے آئینہ دل میں تم غبار
دل میرا صاف ہے کہ مرے دل میں کچھ نہیں

اسواسطے اثر نہیں واعظ کی بات میں
قرآن ہے زباں پہ مگر دل میں کچھ نہیں

یٰسین نیازی آپ کے دم سے تھی دھوم دھام
ہنگامہ اب وہ کوچۂ قاتل میں کچھ نہیں

ٹھمری

نبیؐ کا ہے دربار دربار چیلاں

اد اشکر کس منھ سی ہو کبریا کا
لقب جبکو یٰسین نیازی کا بخشا

نبیؐ کا ہے دربار دربار چیلاں

نہ پوچھو کہ اب حال کیا ہے ہمارا ۔۔۔ ہوا خنجرِ عشق سے دل دوپارا

نبیؐ کا ہے دربار دربارِ جیلاں

جگہ شہرِ بغداد میں مجھ کو دینا ۔۔۔ بروزِ جزا اپنے دامن میں لینا

نبیؐ کا ہے دربار دربارِ جیلاں

بہت حال ابتر ہے بیمارِ غم کا ۔۔۔ کہ درپیش خیمہ ہے راہِ عدم کا

نبیؐ کا ہے دربار دربارِ جیلاں

میں قرباں ذرا رخ سے پردہ اٹھا دو ۔۔۔ کبھی اپنا یا غوثؒ جلوہ دکھادو

نبیؐ کا ہے دربار دربارِ جیلاں

محبت میں مجنوں ہے حسینی نیازیؒ ۔۔۔ کرے کیوں نہ پھر شوق کی دلنوازی

نبیؐ کا ہے دربار دربارِ جیلاں

مرمٹوں کا ایک افسانہ ہوں میں

گیسوئے مشکوں کا دیوانہ ہوں میں
شمع رخ ہے اور پروانہ ہوں میں

جو پلائی تھی ازل میں ساقیا
بس اسی ساغر کا مستانہ ہوں میں

خوب اپنے کام میں ہشیار ہوں
سب سمجھتے ہیں کہ دیوانہ ہوں میں

کھولکر گیسو نہ آؤ حشر میں
بھول مت جانا کہ دیوانہ ہوں میں

روز محشر تک رہونگا یادگار
مرمٹوں کا ایک افسانہ ہوں میں

شیخ کے حصّے میں کعبہ ہو اگر
تو برہمن کو صنمخانہ ہوں میں

پیر پر یٰسین نیازی ہوں فدا
فی الحقیقت عاقل و دانہ ہوں میں

قطعہ

نعت حضرت کی لکھے کیا یٰسین
ہے لقب آپکا طٰہٰ یٰسین

شوقِ دیدارِ نبیؐ ہے جس کو | ورد رکھے وہ ہمیشہ لیسیٰن

میں خودی کھو کے خدا ہی سے مِلا چاہتا ہوں

ہند سے راہ مدینے کی لیا چاہتا ہوں | دل محمدؐ پہ میں قربان کیا چاہتا ہوں

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں | اپنی محرومی کا حال اسکو سنا چاہتا ہوں

زر و دینار کی خواہش ہی نہیں ہے مجھکو | اپنا رخ ہو صفتِ قبلہ نما چاہتا ہوں

مرے دل میں یہ تمنا ہے بصد عجز و نیاز | حضرتِ فخرؒ کی خدمت میں رہا چاہتا ہوں

فیض اسی در سے سبھی جن و بشر پاتے ہیں | اپنے سرکار سے میں لطف و عطا چاہتا ہوں

تشنگی دور نہ ہو دے جو کوئی آبِ حیات | میں فقط شربتِ دیدار پیا چاہتا ہوں

ہیں لیسیٰن نیازیؔ کی ہوس اسکے سوا
میں خودی کھو کے خدا ہی سے مِلا چاہتا ہوں

ہے خاک کا پتلا حیرت میں پتلی وہ بنائی نینن میں

تصویرِ محمدؐ صلّی علی کیا خوب سمائی نینن میں۔

محبوبِ خدا کے جلوے سے ہی ساری خدائی نینن میں

کثرت سے ملا وحدت کا پتہ آئینۂ دلمیں آئی جلا

سرمے کیطرح جب خاک تہِ قدمو کی لگائی نینن میں

ہم اُن کے جمالِ انور سے گھر بیٹھے مشرف ہو ہی گئے

دیدار کے بھوکے لیکے پھرے کشکولِ گدائی نینن میں

ایسی تو کوئی نعمت ہی نہیں اس نعمت کی قیمت ہی نہیں

ہے خاک کا پتلا حیرت میں پتلی وہ بنائی نینن میں۔

جب دیدہ دِلمیں آئے اتر پھر جا نہ سکے وہ چھوڑ کے گھر

جب وصل ہوا تو پھر نہوی تا حشر جدائی نینن میں۔

جب آیا خیالِ زلفِ نبی بیچینی ہوئی دل کو ایسی

تڑپا کیئے بستر پر شب بھر پھر نیند نہ آئی نینن میں

جب یسین نیازی پہونچی خبر اُس غیرتِ گل کے آنیکی

قدرت کے چمن سے چادرِ نرگس لاکے بچھائی نینن میں

فخر قبلہ کا ہے مکاں دل میں

ضبط کا بھی نہیں نشاں دل میں

کون لیتا ہے چٹکیاں دل میں

لاکے تشریف کیجئے رخصت

ہے غمِ ہجر میہماں دل میں

کیوں نہو افتخار پھر مجھکو

فخر قبلہ کا ہے مکاں دل میں

کسطرح جاؤں اس سے اب باہر

ہے زمین اور آسماں دل میں

کعبہ و دیر سے ہے کیا مطلب

جب ہو موجود جانِ جاں دل میں

طائرِ دل نے انکی الفت میں ۔ کیا بنایا ہے آشیاں دل میں

دیکھو یٰسین نیازی کی حالت
دل کا ملتا نہیں نشاں دل میں

وہ ہر دم مجھے دیکے دم دیکھتے ہیں

تصور میں روئے صنم دیکھتے ہیں ۔ جمالِ خدا روز ہم دیکھتے ہیں
نہ کیوں بدگمانی ہو کوچے میں تیرے ۔ کہ غیروں کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
کس امید پہ آئیں محفل میں تیری ۔ رقیبوں پہ لطف و کرم دیکھتے ہیں
سلامت رہیں جنکو حاصل خوشی ہے ۔ ہمیشہ غم و رنج ہم دیکھتے ہیں
ٹھہر کر دمِ نزع بالیں پہ میری ۔ نکلتا ہے کسطرح دم دیکھتے ہیں
بتوں پہ ہم ایمان کسطرح لائیں ۔ نہ ایفائے قول و قسم دیکھتے ہیں

سمجھتا ہوں میں خوب یٰسین نیازیؒ
وہ ہر دم مجھے دیکھے دم دیکھتے ہیں

ناحق گھر اپنا چھوڑ کے کعبے کو جائے کون؟

دل ان بتوں سے بیٹھے بٹھائے لگائے کون
سر پر خدائی بھر کی ندامت اٹھائے کون

تم قتل کر کے بھی نہ پشیماں ہوئے مگر
محشر میں دیکھیں شرم سے گردن جھکائے کون

وہ خود مکانِ دل میں ہمارے مکین ہے
ناحق گھر اپنا چھوڑ کے کعبے کو جائے کون

غربت میں آ کے لی ملک الموت نے خبر
اب بیکسوں کی لاش پہ آنسو بہائے کون

بیٹھے ہیں جم کے نقشِ قدم کی طرح سے ہم
کوچے سے آج فخرؒ کے ہمکو اٹھائے کون

یٰسین نیازیؒ ترک کرو ان سے دوستی
ناحق کسی کو جان کا دشمن بنائے کون۔

خیرات کا میں بھی ہوں حقدار معین الدینؒ

سینے میں ہے دل مضطر ہر بار معین الدینؒ
دکھلاؤ کبھی اپنا دربار معین الدینؒ

ہے گرم سخاوت کا دربار معین الدینؒ
خیرات کا میں بھی ہوں حقدار معین الدینؒ

ہے نیکی بدی اپنی سرکار کے قبضے میں
مشتاق سحر ہیں اپنے مختار معین الدینؒ

گر چرخِ چہارم سے عیسیٰ بھی اُتر آئیں
اچھے نہ تمھارے ہوں بیمار معین الدینؒ

یٰسین نیازیؒ کو جلوہ تو دکھا دینا
اب قسمتِ خفتہ ہو بیدار معین الدینؒ

کھلی میری مرادوں کی کلی دربار خواجہؒ میں

شقی جائے تو بن جائے ولی دربار خواجہؒ میں
بُری قسمت بھی ہوتی ہے بھلی دربار خواجہؒ میں

ہوائے لطف کچھ ایسی چلی دربار خواجہؒ میں
کھلی میری مرادوں کی کلی دربار خواجہؒ میں

گدائے بے نوا جو صدقِ دل سے ہوگیا حاضر
دو عالم کی اُسے دولت ملی دَربارِ خواجہؒ میں

جمالِ پنجتن سب کو نظر آتا ہے بے پردہ
ہے چسپاں ہر طرف نادِ علیؑ دربارِ خواجہؒ میں

دکن سے گر طلب فرمائینگے یٰسین نیازیؒ کو
تو ہو آئینۂ دل منجلی دربارِ خواجہؒ میں

کبھی سوتی ہوئی قسمت کو جگاتے بھی نہیں

اپنا دیدار کسی طرح دکھاتے بھی نہیں
بھولکر وہ مجھے دَرپردہ بلاتے بھی نہیں

انکو صدمہ ہو گوارا نہیں یہ بھی ہم کو
کہ فسانہ دلِ محزوں کا سناتے بھی نہیں

کس لئے باغ میں ہے وہ گُلِ خوبی ناراض
ہم تو بلبل کی طرح شور مچاتے بھی نہیں

سرفروشی کا تو اغیار کو دعویٰ تھا بہت
امتحاں میں سرِ مقتل کوئی آتے بھی نہیں

یوں جگانے سے شبِ ہجر میں کیا حاصل
کبھی سوتی ہوئی قسمت کو جگاتے بھی نہیں

نفرت اس درجہ ہے مرے خط سے ہے کیوں آقا
خود بھی پڑھتے نہیں اوروں سے پڑھاتے بھی نہیں

اپنی محفل میں اسے جب سے بلانا چھوڑا
کوئی یٰسین نیازیؔ کو بلاتے بھی نہیں

خدائے دو جہاں ہے میں نہیں ہوں

وہ زیبِ لامکاں ہے میں نہیں ہوں
نشانِ بے نشاں ہے میں نہیں ہوں

وہی جانِ جہاں ہے میں نہیں ہوں
جہاں دیکھو وہاں ہے میں نہیں ہوں

نکلتا ہی سخن جو بے خودی میں
کسی کی یہ زباں ہے میں نہیں ہوں

جگر میں دل میں سینے میں نظر میں
ترا جلوہ نہاں ہے میں نہیں ہوں

حقیقت کیا کہوں یٰسین نیازی
فقط وہم و گماں ہے میں نہیں ہوں

ذرا اُن سے پوچھو کیا مانگتے ہیں

فقیرِ محبت ہیں کیا مانگتے ہیں
فقط گوہرِ مدعا مانگتے ہیں ۔

ملونی ہے کیفِ حقیقت کی جسمیں
وہی جام ہم ساقیا مانگتے ہیں

تمھارے مریضِ محبت ہی جتنے
مسیحا سے کب وہ دوا مانگتے ہیں

خضر سے کہو طالبِ موت ہیں ہم
یہاں کون آبِ بقا مانگتے ہیں

صدا اسکے ارشاد خواجہ ہوا یوں
ذرا اُن سے پوچھو کیا مانگتے ہیں

سُنا ہے خدا سے بھی حورانِ جنّت
تمھارے ہی ناز و ادا مانگتے ہیں

تری زلف کا وصف لکھنے کی خاطر
سخنور بھی عقلِ رسا مانگتے ہیں

ہمیں دیتے ہیں بد دعا جو ہمیشہ
ہم اُن کے بھی حق میں دعا مانگتے ہیں

نہیں مانگتے کچھ بھی یٰسین نیازیؔ
مگر فخرؔ کا آسرا مانگتے ہیں

یہاں سر بلندوں کے سر گر پڑے ہیں

اب اشکوں سے دل او جگر گر پڑے ہیں
کہ برسات میں دونوں گھر گر پڑے ہیں

صدا کوئے قاتل سے یوں آرہی ہے
یہاں سر بلندوں کے سر گر پڑے ہیں

ہے اب گرم بازار ناقدردانی
نگاہوں سے اہلِ ہنر گر پڑے ہیں

مرے باغِ دل میں چلی ایسی آندھی۔
کہ سارے شجر کے شجر گر پڑے ہیں

مکاں پختہ ناحق بناتے ہیں منعم
خبر ہے جو اُونچے تھے گھر گر پڑے ہیں

ہوا طاقِ کسریٰ فنا رفتہ رفتہ
فریدوں کے سب بام و در گر پڑے ہیں

سنبھل راہِ الفت میں لبیبؔ نیازی
یہاں اچھے اچھے بشر گر پڑے ہیں

وہی اچھے ہیں جو دنیا سے گزر جاتے ہیں

جیتے جی عشقِ محمدؐ میں جو مر جاتے ہیں
خضر کی عمر کو شرمندہ وہ کر جاتے ہیں

جسگھڑی ہوتی ہو دنیا میں پریشاں امت
بال گیسوئے مبارک کے بکھر جاتے ہیں

حشر کے روز نہ بھولینگے گنہ گاروں کو
کھیں وعدے سے وفادار مکر جاتے ہیں

خوشبو خود جسمِ معطر کا پتہ دیتی ہے
کبھی چھپ سکتی نہیں آپ جدھر جاتے ہیں

جسگھڑی بادِ صبا لاتی ہو طیبہ سے پیام
پیشوائی کیلئے جان و جگر جاتے ہیں

زندگی رنج و مصیبت ہے الم ہی غم ہے
وہی اچھے ہیں جو دنیا سی گذر جاتے ہیں

پھر لسی دستِ مدینہ کی ہوا کیا سر میں
آج یٰسین نیازی یہہ کدھر جاتے ہیں

تیرے گلشن میں محبت کا شجر ہی کہ نہیں

یا الٰہی مری آہوں میں اثر ہے کہ نہیں
بیخبر کو مرے رونے کی خبر ہے کہ نہیں

آزمائینگے ترے کوچہ میں ہم کر کے سوال
کہ فقیروں پہ عنایت کی نظر ہے کہ نہیں

باغباں آئینگے اس شرط پہ بہر گلگشت
ترے گلشن میں محبت کا شجر ہے کہ نہیں

ناتوانی میں اٹھے بارِ الم اب کیونکر
دیکھئے سینے میں دل اور جگر ہے کہ نہیں

پردۂ ابر میں ہے شرم سے کیوں ماہِ فلک
بام پر آج مرا رشکِ قمر ہے کہ نہیں

کیوں نہ یٰسین نیازی کا بُرا حال ہو پھر
تا قیامت شبِ فرقت کی سحر ہے کہ نہیں

محمدؐ پر ازل کے دن سے ہی میں ایمان لایا ہوں

ثنائے مصحفِ رخ لکھ کے میں دیوان لایا ہوں
نہ کیوں ہو نازِ نذرِ شاہ کو قرآن لایا ہوں۔

غرض ہے حور و غلماں سے نہ جنّت کی تمنا ہے
فرشتوں کو ہے جس سے رشک وہ ارمان لایا ہوں

اگر منظور ہو خوش قسمتی سمجھوں گا میں اپنی۔
تمہاری نذر کو خواجہ میں اپنی جان لایا ہوں

خمیدہ دیکھکر مجھکو ملک بھی سر جھکاتے ہیں
جو رکھ کر رحمتِ عالم کا میں احسان لایا ہوں

مجھے یٰسین نیازی خوف کیا ہے روز محشر کا
محمدؐ پر ازل کے دن سے میں ایمان لایا ہوں

تجھے خوب ہم ساقیا جانتے ہیں

محبّت کا ہم بھی مزا جانتے ہیں
اسے زاہدِ خشک کیا جانتے ہیں

تجھے خوب ہم سا فنا جانتے ہیں
تری مئے کو آب بقا جانتے ہیں

ہیں بیزار جینے سے بیمار تیرے
وہ اب زہر کو بھی دوا جانتے ہیں

قدیمی ہوں میں عاشق زار اُن کا
مگر وہ ابھی تک نیا جانتے ہیں

جو اچھے ہیں بد کو بھی کہتے ہیں اچھا
جو بد ہیں بھلوں کو بُرا جانتے ہیں

موحد نہیں کوئی دنیا میں ہم سا
بتوں کو بھی ہم تو خدا جانتے ہیں

وہ پہونچینگے منزل پہ یٰسین نیازی
کہ ہر رہزن کو جو رہنما جانتے ہیں

رباعی

ٹھمری

بغداد والے بالما
تھاموموری بہیاں

بیکس کا اب کوئی نہیں ہے کس سے کہوں افسانہ
افسانہ افسانہ افسانہ

بیچارن کو چین نہ آوے گذرے ترپت رین
غوثؒ پیا تو سنتے نہیں ہیں کرے وہ کب تک بین

بغداد والے بالما

دونوں جہاں میں اُن کے کرم سے کیوں نہ ہو بیڑا پار
یٰسین نیازی کے ہیں وہ آقا ولیوں کے سردار

بغداد والے بالما

سن دردِ دل ہمارا
یندالولی خدارا

تمہارے جلوۂ رخ پہ نثار ہم بھی ہیں
نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

سن دردِ دل ہمارا

برہ کی آگ میں تن من جلائے بیٹھی ہوں
سہاگ خاک میں اپنا ملائے بیٹھی ہوں
میں لب پہ مہرِ سکوت اب لگائے بیٹھی ہوں
کہ دل میں رازِ دل اپنا چھپائے بیٹھی ہوں

سن دردِ دل ہمارا

آپکے بادۂ الفت کا ہے وہ مستانہ
کیوں نہ کہوں لسیین نیازی کو دیوانہ

سن دردِ دل ہمارا

ٹھمری (دھن دھناسری)

نیاز و پیا تجھ سے لگا مورا دھیان

تن من تو کیا ہے تجھ پہ نچھاور
اب بھی نہیں ہے گر تجھے باور

جان کروں قربان نیازؔ پیا

در پہ دوبارا مجھکو بلانا — جلوۂ عارض اپنا دکھانا

بس ہے یہی ارمان نیازؔ پیا

بلیس نیازؔی پہلے جب آیا — خوب سنوارا خوب نبھایا

خوب کیا احسان نیازؔ پیا

ٹھمری

داستانِ الم کس کو سنواؤں

فخرؔ کا چھوڑکر در کہاں جاؤں — فخرؔ کا چھوڑ کر در کہاں جاؤں

مرے مامن بھی عمر کے ملجا بھی — میرے قبلہ بھی میرے آقا بھی

داستانِ الم کس کو سنواؤں

پیر کی شکل میں ہیں جو بر آمد | نام نامی ہے انکا نیاز احمد

ان کے پردے میں حق کو میں دکھلاؤں

صبح آنا کبھی یا تو شام آنا | اپنے اہلبیتن نیازی کے کام آنا

فخرؔ کو رکھ کے پھر کس کو بلواؤں

ردیف و

بزم سے کیوں اٹھا دیا مجھکو

جام وحدت پلا دیا مجھکو | مست و بیخود بنا دیا مجھکو

آتشِ عشق دل میں بھڑکا کر۔ | ایک دم میں جلا دیا مجھکو

خضر جس راہ میں پریشاں ہوں | راستہ وہ بتا دیا مجھکو

لاکے ملک عدم سے ہستی میں | رنج و غم میں پھنسا دیا مجھکو

ایسی کیا ہو گئی خطا سرزد	بزم سے جو اٹھا دیا مجھکو

محیِ دیں اور نیازؔ نے لِلّٰہ
کبریا سے ملا دیا مجھکو

طبیبوں سے کسطرح میری دوا ہو

شفیع الامم خاتم الانبیا ہو	حبیبِ خدا سرورِ دوسرا ہو
دکھایا بھٹکوں کو جنت کا رستہ	جنابِ خضر کے بھی تم رہنما ہو
جگہ اپنے دامانِ رحمت میں دینا	کہ جب سر پہ خورشید روزِ جزا ہو
نظر تم میں آتی ہے خالق کی صورت	حقیقت میں آئینہ حق نما ہو
مریضِ محبت ہوں روزِ ازل سے	طبیبوں سے کسطرح میری دوا ہو
نظر خاک آئے مصور کی صورت	نہ جب تک یہ آئینہ دل صفا ہو

ادا نعت یٰسین نیازیؒ سے ہو کیا
کہ جب فرق پر تاجِ صَلِّ عَلٰی ہو

تبکدہ میں بھی جلوہ گر ہے تو

ہے جدھر رخ مرا ادھر ہے تو
آنکھ میں صورتِ نظر ہے تو

منحصر ہی نہیں ہے کعبے پر
بتکدے میں بھی جلوہ گر ہے تو

دار ہے تیرا قامتِ زیبا
جسم منصور میں بھی سر ہے تو

جس سے رونق ہے صحنِ گلشن کی
ہاں اسی باغ کا شجر ہے تو

مثلِ موسیٰ ہوں طالبِ دیدار
بام پر آج جلوہ گر ہے تو

سوئے کعبہ کبھی نہ جا زاہد
بیٹھ گھر میں خدا کا گھر ہے تو

پیر و خادم میں بھی ہیں راز و نیاز
ابھی یٰسین بے خبر ہے تو

یا نبیؐ دامنِ رحمت میں چھپانا مجھکو

یا نبیؐ دامنِ رحمت میں چھپانا مجھکو
ہند سے روضۂ اقدس میں بلانا مجھکو

غوثؓ کے یا مجھے خواجہؒ کے حوالے کردو
بے ٹھکانا ہوں ملے کوئی ٹھکانا مجھکو

آپ کا خود ہے یہ ارشادِ شہنشاہِ امم
حق کو جانا وہی جس شخص نے جانا مجھکو

پھر کبھی دولتِ دارین کی حسرت نہ کروں
درِ دولت کا جو ملجائے ٹھکانا مجھکو

ایسی کیا پیرِ فلک کو ہے عداوت مجھسے
تیرِ غم کا جو بنایا ہے نشانہ مجھکو

یہی یٰسین نیازیؔ کی تمنا ہے فقط
آکے بیداری میں شکل اپنی دکھانا مجھکو

ہم ہیں تمھارے اور ہمارے تمھیں تو ہو

حضرت نظامِ خلقؒ کے پیارے تمھیں تو ہو
گنجِ شکر کی آنکھ کے تارے تمھیں تو ہو

حاصل ہوا چراغِ ولایت نصیر کو
خواجہ پیا کے راج دوارے تمہیں تو ہو

بر آئے کس طرح نہ مرے دل کی آرزو
افلاک مدعا کے سنارے تمہیں تو ہو

الفت میں کب ہے خادم و مخدوم کی تمیز
ہم ہیں تمہارے اور ہمارے تمہیں تو ہو

یٰسینِ نیاز رحمی کیوں نہ رکھے تم سے آرزو
ناچار بیکسوں کے سہارے تمہیں تو ہو

بیمار کا غم نرگسِ بیمار سے کہدو

دل سینے میں بیچین ہے دلدار سے کہدو
خادم کی جو حالت ہے وہ سرکار سے کہدو

آنکھوں کے تصور میں برا حال ہے میرا
بیمار کا غم نرگسِ بیمار سے کہدو

کیوں قتل کیا ابرو خمدار سے پوچھو
تلوار میں جو کاٹ ہے تلوار سے کہدو

پھولوں کی محبت میں خلش کیوں ہوئی پیدا
بلبل کے مقابل میں گل و خار سے کہدو

ہے فخر سے یٰسین نیازیؒ کی گذارش
سب حال مرا احمدِ مختار سے کہدو

روبرو روضۂ اقدس کے مچل کر دیکھو

بخدا آج ذرا گھر سے نکلکر دیکھو
جاوہ سرکار کا دربار میں چلکر دیکھو

کوئی موسیٰ سے یہ کہدو صفتِ پروانہ
شمعِ رخسارِ محمدؐ پہ تو جلکر دیکھو

خضر سے کہدو رہِ عشق میں ٹھوکر نہ لگے
رکھیے پاؤں ذرا اپنا سنبھل کر دیکھو

دلِ مضطر کا تقاضہ ہے کہ بلوائیں رسولؐ
روبرو روضۂ اقدس کے مچل کر دیکھو

تم پرے رہو تو ناری ہی رہو گے کب تک
اب ذرا نور کے سانچے میں بھی ڈھلکر دیکھو

فیض جب حضرتِ مرشدؒ سے ہوا ہے حاصل
نہ کہیں رنگِ سخن اپنا بدلکر دیکھو

خوب یٰسین نیازیؒ ہی بھی آواگون
تم ذرا جامۂ ہستی کو بدلکر دیکھو

تجھ سے بڑھکر نہیں ہے کوئی خوبرو

نحنُ اَقربُ ہے نزدیک شہرگ سے تو

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

اللہ اللہ اللہ اللہ

بلبلوں کے چمن میں تری جستجو

کون سے گل میں تیرا نہیں رنگ و بو

اللہ اللہ اللہ اللہ

کیوں میں حور و پری کی کروں آرزو

تجھ سے بڑھکر نہیں ہے کوئی خوبرو

اللہ اللہ اللہ اللہ

لعل و یاقوت میں تو زمرد میں تو
موتیوں کی ہے تیرے سبب آبرو ۔۔۔

اَللہُ اَللہُ اَللہُ

ہے یہ حسرت یہ ارماں یہی آرزو
تجھ سے یٰسین نیازی کرے گفتگو

اَللہُ اَللہُ اَللہ

ردیف ہ

جاتا نہیں سر سے مرے سودائے مدینہ

ہر دم ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ
آنکھوں کی ہوس ہے کہ نظر آئے مدینہ

سر پیٹ کے روتا ہوں تو کہتا ہے جنوں یوں
جاتا نہیں سر سے مرے سودائے مدینہ

ہو جائینگے سو دل سے قدم بوس ملائک
چومونچ ارادت سے کفِ پائے مدینہ

بیچین محمدؐ کی ہوں فرقت میں ہمیشہ
ہر وقت زباں پر ہے مری ہائے مدینہ

ہے فخر غلامی کا سلاطینِ جہاں کو
یہ فخرِ رسل ہیں یہ ہیں دارائے مدینہ

کوئی نہیں معراج کے اس راز سے واقف
وہ سر ہے سر عرش یہ ہے لائے مدینہ

ہو حشر میں غل آئے جو یٰسین نیازی
کس دہوم سے آتا ہے یہ شیدائے مدینہ

آپ ہیں آلِ مصطفٰےؐ خواجہ

میں تو خادم ہوں آپ کا خواجہ
کیا کہوں اپنا ماجرا خواجہ

حالِ دل کیا بتاؤں دائے نصیب
آتشِ غم سے جل چکا خواجہ

میں ہوں محروم ایک مدت سے
اب تو بر آئے مدعا خواجہ

کوئی ٹکڑا نصیب ہو اُس کو
در پہ حاضر ہے یہ گدا خواجہ

تم ہو ہندالولی عطائے رسولؐ
درِ مقصود ہو عطا خواجہ

میری مشکل نہ کیوں ہو پھر آساں
آپ ہیں آلِ مصطفیٰؐ خواجہ

کیوں ہو لٰسینؔ نیازی کو پھر غم
آپ ہی کا ہے آسرا خواجہ

ردیف ی (۱)

ثنائے حبیبِ خدا لکھتے لکھتے

اجل آئے حمدِ خدا لکھتے لکھتے
جیوں نعتِ خیر الوریٰ لکھتے لکھتے

محمدؐ کی توصیفِ حسنِ ملاحت
سخن میں مزا آگیا لکھتے لکھتے

نہ مانی مری ایک بھی عرض تم نے
حضور اب تو میں تھک گیا لکھتے لکھتے

جو لوں نامِ احمدؐ تو کلیاں چمن میں
شگفتہ ہوں صلّ علیٰ کہتے کہتے

محمدؐ سے کہہ دی مرا سب فسانہ
نہ رکنا کہیں اے صبا کہتے کہتے

ڈراتا ہے کیوں مجھکو دوزخ سے واعظ
نہ ہرگز مرا سر پھرا کہتے کہتے

ہوا سرخرو میں نہ وصلِ نبیؐ سے
کلیجہ بھی خوں ہو گیا کہتے کہتے

خبر ہی نہ تھی روزِ میثاق ہم کو
بلا میں پھنسینگے بلا کہتے کہتے

ہوا سب میں مقبول یٰسین نیازی
ثنائے حبیبِ خدا کہتے کہتے

سچ اگر پوچھو تو عاشق ہیں رسولؐ اللہ کے

نہ شایق دولت نہ ہم طالب ہیں عز و جاہ کے
سچ اگر پوچھو تو عاشق ہیں رسولؐ اللہ کے

ایسا بے پروا قناعت سے تو کرلے اپنا دل

ہاتھ پھیلانا پڑے ہرگز نہ در پر شاہ کے

سامنے روضے کے گردوں ہی نہیں ہو سرنگوں

عرش بھی ہے پست رہتے سے تری درگاہ کے

مثلِ قاروں سر پہ لیجائیگا سب کیا باندھ کر

صورتِ حاتم لٹا دے نام پر اللہ کے

دیکھ غافل آیتِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنْ

ایک دن جانا ہے سب کو سامنے اللہ کے

دید کے قابل ہوا اے یٰسین نیازیؔ چرخ پر

یہ چمک تاروں کی اور جلوے یہ مہر و ماہ کے

مر ہی جائے خدا کرے کوئی

لاکھ وعدے کیا کرے کوئی
تب یقیں ہو وفا کرے کوئی

مہرباں بھی لکھوں تو چڑتے ہیں
انکو اب کیا لکھا کرے کوئی

بے خبر ہائے تیری بے خبری
مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

گالیاں اور زبانِ دشمن سے
ہائے کب تک سنا کرے کوئی

چشمِ مجنوں نہو تو کیا حاصل
رشکِ لیلیٰ ہوا کرے کوئی

غم میں یٰسیں نیازؔی اُس بت کے
مر ہی جائے خدا کرے کوئی ۔

مصطفٰےؐ جانے یا خدا جانے

کیا مقدر میں ہو خدا جانے
پیش کیا آئے کوئی کیا جانے

ان حکیموں سے کیا غرض مجھ کو
دردِ دل میرا دلربا جانے

لوگ جس کو فنا سمجھتے ہیں
اہلِ دل سب سے بقا جانے

دوستی کسطرح نبھے اس سے
عذرِ عاشق کو جو خطا جانے

زندگی ہو وبالِ جاں جسکو
کیوں نہ وہ زہر کو دوا جانے

حالِ امین نیازی مضطر کا
مصطفیٰ جانے یا خدا جانے

عالم میں وہ اب آئے ہیں کیا دھوم مچی ہے

تشریف نبی لائے ہیں کیا دھوم مچی ہے
محبوب خدا آئے ہیں کیا دھوم مچی ہے

میثاق سے جو پردہ وحدت میں نہاں تھے

باہر وہ نکل آئے ہیں کیا دھوم مچی ہے

امت کو بھی یہ صلِّ علیٰ وقتِ ولادت
اللہ سے بخشائے ہیں کیا دھوم مچی ہے

ایسے وہ حسیں جنکی کنیزک ہے زلیخا
یوسف بھی تو شرمائے ہیں کیا دھوم مچی ہے

دیتے تھے رسولانِ سلف جنکی بشارت
عالم میں وہ اب آئے ہیں کیا دھوم مچی ہے

آیا ہے احد اوڑھ کے اب میم کا پردہ
پوشاک بدلوائے ہیں کیا دھوم مچی ہے

جبرئیلِ امیں دیکھیے یٰسین نیازی

گردوں سے اتر آئے ہیں کیا دھوم مچی ہے

تو غیرتِ یوسف ہے میں ہوں ترا شیدائی

تو غیرتِ یوسف ہے میں ہوں ترا شیدائی
مانندِ زلیخا کے پھر کیوں نہ ہو رسوائی

کیا حسنِ محمدؐ میں جلوہ تھا خدائی کا
سب دیکھنے والے تھے دیوانہ و شیدائی

وہ غیرتِ لیلیٰ ہے محمل میں نہاں جب سے
مجنوں کی طرح سے ہوں میں وحشی و سودائی

ہے عرض مری یارب مدفن ہو مدینے میں
خوش بخت ہے وہ جس کی طیبہ میں قضا آئی

یٰسین نیازیؒ ہاں ایک احمدؐ وحیدؒ ہیں
داماد کے داماد اور بھائی کے ہیں یہ بھائی

صدف میں ہے نہاں گوہر ارے ناداں پردیسی

عبث پھرتا ہے کیوں در در ارے ناداں پردیسی
ملے کیا غیر کے در پر ارے ناداں پردیسی

زباں پر ذکرِ باری دل میں الفت ہو محمدؐ کی
یہ تیرے حق میں ہے بہتر ارے ناداں پردیسی

نہ جا کعبہ نہ جا مندر وہ تیرے دل کے ہے اندر
صدف میں ہے نہاں گوہر ارے ناداں پردیسی

سب اپنی عرض کر حالت کہ برائے ترا مقصد

درِ مولا پہ رکھکر سر ارے نادان پردیسی

جو ہو تاجِ و نیاز و فخر سے ملنا تجھے یٰسین

دکن سے اب اٹھا بستر ارے نادان پردیسی

نبیؐ کا حیدرؑ و شبیرؑ و شبرؑ کا وسیلہ ہے

سرِ محشر شفیعِ روزِ محشر کا وسیلہ ہے

گنہگارانِ امت کو پیمبرؐ کا وسیلہ ہے

بجھا دونگا یقیں نارِ جہنم وہی چھینٹوں میں

ہمیشہ مجھکو میرے دیدۂ تر کا وسیلہ ہے

زمانہ لاکھ ہو مجھ سے مخالف میں نہ گھبراؤں

محمدؐ مصطفیٰ کی ذاتِ اطہر کا وسیلہ ہے

پڑھے جب قصۂ قاروں تو عبرت بھی کرے حاصل
وہ پچھتائینگے جن کو دولت و زر کا وسیلہ ہے

ستائینگے ملک جبدم تو سر اُن کا قلم کردوں
فدا ابروئے احمدؐ پر ہوں خنجر کا وسیلہ ہے

مرا خالق وہی ہے جس نے پتھر کو کیا پیدا
پڑیں پتھر سمجھ پر جن کو پتھر کا وسیلہ ہے

مجھے یٰسین نیازیؔ غم نہیں ہرگز دو عالم میں
نبیؐ کا حیدرؓ و شبیرؓ و شبرؓ کا وسیلہ ہے

حضرت کھڑے تھے عرشِ معلّیٰ کے سامنے
یوسف کا حسن یوں رخِ زیبا کے سامنے

قطرہ ہو جس طرح کوئی دریا کے سامنے

ہوگی نیازؔ سے دلِ بیمار کو شفا
لے جاؤ اس مریض کو عیسیٰ کے سامنے

پژمردہ پھول ہیں گلِ رخسار دیکھ کر
شمشاد سرنگوں قدِ بالا کے سامنے

غیروں سے کچھ غرض ہی نہیں مجھ کو آفلک
کھدو نگا حالِ دل مرے مولا کے سامنے

یٰسین نیازیؔ بخشش امت کے واسطے
حضرتؐ کھڑے تھے عرشِ معلّیٰ کے سامنے

اٹھانے کو صدمے جگر چاہیئے

نگاہ کرم کچھ ادھر چاہیئے
کہ طیبہ میں رہنے کو گھر چاہیئے

عدم کی ہے منزل بہت ہی کٹھن
کہ ہمراہ زادِ سفر چاہیئے

محبت میں انساں دلاور بنے
اٹھانیکو صدمے جگر چاہیئے

ہے کافی وہ ابروے مر قتل کو
نہ خنجر نہ تیغ و تبر چاہیئے

اگر عاشقی کا ہے دعویٰ تجھے
مگر آہ میں بھی اثر چاہیئے

مرے دل کو دیکھا تو کہنے لگے
کہ رہنے کو ایسا ہی گھر چاہیئے

نظر داغ آتا ہے دل پر مرے
کہ اس نخل میں یہ ثمر چاہیئے

جو بازار میں آئیں گلزار سے
گلوں کے بھی دامن میں زر چاہیئے

بریلی میں السیں ملینگے نیاز
دکن سے اب عزمِ سفر چاہیئے

دلِ زار کی ہے تجھے قسم مجھے اپنے دل سے بھُلا نہ دے

یہ لحاظ مدِ نظر رہے کہ نظر سے مجھکو گرا نہ دے

دلِ زار کی ہے تجھے قسم مجھے اپنے دل سے بھُلا نہ دے

یہی ڈر ہے کوچۂ یار میں کہ رقیب آتے ہیں رات دن

ہوں مثالِ نقشِ قدم مجھے کہیں چال چل کے مٹا نہ دے

میں سنا ہوں قصۂ کلیم کا کہ نہاں ہے نور میں نار بھی

ترے برقِ حسن سے خوف ہے کہیں دل پہ بجلی گرا نہ دے

مرا دل تو چھلنی ہے تیر سے کہیں قتل کر دے نہ تیغ سے

ہے بُری نظر تری فتنہ گر کہیں ابروؤں کو سکھا نہ دے

جو فدا بتوں پہ ہے برہمن تو دلائے حور ہے شیخ کو

ہے تمنا الیسین نیازؔ پر اسے عشق غیرِ خدا نہ دے

خدا نے چمکا دیا محمدؐ کو خلق میں آفتاب کر کے

خدا نے چمکا دیا محمدؐ کو خلق میں آفتاب کر کے
پکارا الشمس الضحیٰ کو اپنے حبیب کا خود خطاب کر کے

سزا جو ملتی نہیں گنہ کی یہ سب تصدق ہے مصطفیؐ کا
کیا تباہ اگلی امّتوں کو خدا نے اپنا عتاب کر کے

تھی ایک اک ہر نبیؑ میں خوبی حضورؐ میں جملہ خوبیاں تھیں
نکالا سب انبیا سے حق نے رسولؐ کو انتخاب کر کے

بجز تمہارے تھی کس میں قدرت جو دیکھے بے پردہ حق کی صورت
کلیم کو اسلئے دکھایا وہ اپنا جلوہ حجاب کر کے

وہ نور آنکھوں میں اپنی یٰسین نیازی نورِ خُدا سے آیا
کہ چاندنی میں فلک کے تارے ابھی دکھا دوں حساب کر کے

پھر ٹوٹ گئی توبہ تو بہ گُنا ہونکی

آئی ہے بہار آمدِ ابر سیاہ ہونکی
پھر ٹوٹ گئی توبہ تو بہ گنا ہونکی

کیا حال لکھوں اپنا ظالم دمِ نظّارہ
سینہ میں لگی برچھی اُن ترچھی نگاہونکی

گھبرا کے ملک بولے جلتا ہے یہ گھر کس کا
افلاک پہ جب پہنچی دہونی مری آہونکی

خود آنکھ یہ کہتی ہے دل میں نے چرایا ہے
حاجت نہیں اب ایسے ملزم کو گواہونکی

یٰسین نیازی کی اُس بزم میں عظمت ہے
ہیبت سے جہاں گردن خم رہتی ہے شاہونکی

فاتحہ

الٰہی بارگاہِ مصطفےٰ میں فاتحہ پہونچے

بصد عجز و نیاز آلِ عبا میں فاتحہ پہونچے

طریقے جسقدر ہیں آلِ سردارِ دو عالم کے

مراتب سے ہر اک اہلِ رضا میں فاتحہ پہونچے

کلیم اللہ نظام الدین و فخر الدین مولانا

نیاز و تاج و محی باصفا میں فاتحہ پہونچے

دعا ہے یوں رہے آباد یہ مسند قیامت تک

بصدق دل جناب کبریا میں فاتحہ پہونچے

گلِ امید سے دامن بھرے یٰسین نیازی کا

جو آقا کے ریاضِ مدعا میں فاتحہ پہونچے

اگر آرزو ہے تو یہ آرزو ہے

مرے دیدۂ دل کی کیا جستجو ہے
تصوّر میں شکلِ نبیؐ روبرو ہے

سوا تیرے کوئی نہیں غیر ہرگز
کہ دونوں جہاں میں فقط تو ہی تو ہے

اگر دیکھ لے چاند تو داغ کھائے
حسیں یوں مرا دلبر ماہ رو ہے

میں کس طرح دوں تیری صورت سے نسبت
نہ عالم میں ایسا کوئی خوبرو ہے

ریاضِ ازل میں جو صدقہ ملا تھا
کہ پھولوں میں اب تک پسینہ کی بو ہے

شب و روز اسکو سے یوں اپنے منہ کو
ہمیشہ یہ عاشق ترا باوضو ہے

نبیؐ کا ہو دیدار یٰسین نیازی
اگر آرزو ہے تو یہ آرزو ہے

مستزاد

صابر علی سیاں توری زلفوں کی بلیّاں ۔ لے لوں تو مزا ہے

سجدہ بھی کروں شوق سے چوموں توری پیّاں ۔ الفت میں روا ہے

امداد کا ہر وقت مدد کیجیو خدا را ۔ ہے کام تمھارا

ڈوبے نہ کھیں پار لگا دو موری نیّاں ۔ طوفان بپا ہے

مضطر ہوں پریشاں ہوں بہت ملک دکن میں ۔ ہوں رنج و محن میں

سرکار کے دربار میں پھونچا مجھے گیّاں ۔ احسان بڑا ہے

نادید کی امید کسی روز بر آئے ۔ صابر نظر آئے

یا سینے میں یٰسین نیازی سے ملیّاں ۔ یوں حق سے دُعا ہے

پھر سچ ہے کہ اپنے سے جدا کوئی نہیں ہے

دل میں تو بجز نورِ خدا کوئی نہیں ہے

اس گھر میں محمدؐ کے سوا کوئی نہیں ہے

آئی ہی بہار اور میں کیوں سیر کو جاؤں
گلزار میں اے بادِ صبا کوئی نہیں ہے

دین و دل و ایماں بھی لیا جان بھی لے لی
ای جانِ جہاں تیرے سوا کوئی نہیں ہے

بالیں پہ مری آکے یہ کہتے ہیں مسیحا
بیمارِ محبت کی دوا کوئی نہیں ہے

نادانوں کو بے فہمی کے باعث ہے یہ دھوکا
یہ سچ ہے کہ اپنے سے جدا کوئی نہیں ہے

دنیا میں اور عقبیٰ میں بھی اسین نیازیؒ
آقا مرا حضرت کے سوا کوئی نہیں ہے

اکسیر مجھے خاکِ کفِ پائے غوثؒ ہے

مدت سے میرے دل میں تمنائے غوثؒ ہے
اور سر میں اک زمانے سے سودائے غوثؒ ہے

رخسار پاک کا جو تصور رہے رات دن

آٹھوں پہر نظر میں تماشائے غوثؒ ہے

منعم نہیں ہے دل میں زر و سیم کی ہوس
اکسیر مجھکو خاکِ کفِ پائے غوثؒ ہے

بغداد ایک روز دکھا دے مجھے صبا
جاری مری زباں پہ فقط ہائے غوثؒ ہے

سچ ہے کہ دو جہاں میں وسیلہ نجات کا
حُبِ رسوؐل اور تولّائے غوث ہے

روشن نہ کیوں ہو ارض و سما انکے نور سے
شمس و قمر میں نقشِ کفِ پائے غوثؒ ہے

مطلب نہیں ہے اسکو حسینانِ دہر سے

کیسا ہی نیازیؔ دیکھئے شیدائے غوث ہے

کھولونگا حالِ دل اُسی دلبر کے سامنے

رکھدونگا سر آستانۂ سرور کے سامنے
آئے پیامِ موت پیمبر کے سامنے

یہ راز کی ہے بات نہ ظاہر ہو غیر پر
کھولونگا حالِ دل اُسی دلبر کے سامنے

ہجرت ہیں کرکے جاؤنگا طیبہ میں جس گھڑی
ٹھہرینگے زائر آکے مرے گھر کے سامنے

آئی قضا جو زلفِ نبیؐ کے فراق میں
واللیل پڑھ رہے ہیں ملک سر کے سامنے

آقا مجھے پلائینگے ہاتھوں سے بھر کے جام
ٹھہرونگا جب میں چشمۂ کوثر کے سامنے

ڈر ہے کہیں نہ یہ دلِ مضطر اچھل پڑے
لازم ادب ہے روضۂ اطہر کے سامنے

یٰسیں نیازی صلِّ علیٰ کا ہو شور و غل
جسدن پڑھونگا نعت پیمبر کے سامنے

باغِ طیبہ سے مجھے بوئے محمدؐ آئی

ملگیا حکمِ تقی دولتِ سرمد آئی
شکر اللہ کا گھر میں مرے مسند آئی

میں پڑھوں پنجتنِ پاک پہ کیونکر نہ درود

باغِ طیبہ سے مجھے بوئے محمد آئی

آج آئی ہے بہلی سے بہارِ فخری

لیکے اب بادِ صبا غنچۂ مقصد آئی

وہ کرم ہے ترے دربارِ کرم میں بھی عزیز

نیک سب ہوگئی مخلوق اگر بد آئی

صدقۂ یٰسین نیازی ہے یہ آقا کا تمام

کب دعا بابِ اجابت سے بھلا رد آئی

یہ وہ گلشن ہے جس کا باغباں اللہ ہی اللہ ہے

مکاں سے دیکھیے تا لامکاں اللہ ہی اللہ ہے

یہاں اللہ ہی اللہ ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے

دو عالم میں نظر اس کے سوا آتا نہیں کوئی
زمیں سے تا عروجِ آسماں اللہ ہی اللہ ہے

برائے حج بیت اللہ میں جاؤں کسطرح واعظ
میانِ کعبۂ دل میہماں اللہ ہی اللہ ہے

بچایا نارِ دوزخ سے گنہ گارانِ امّت کو
نبیؐ ہم پر نبیؐ پر مہرباں اللہ ہی اللہ ہے

محمدؐ ہیں شجر حیدرؓ ثمر حسنینؓ گل بوٹے
یہ وہ گلشن ہے جس کا باغباں اللہ ہی اللہ ہے

مکانِ دل میں پوچھا کون ہے آخر مکیں اسمیں
صدا اسطرح سے آئی یہاں اللہ ہی اللہ ہے

اٹھا پردہ دوئی کا دیکھ لے یٰسین نیازی اب
رسول اللہ کی صورت میں نہاں اللہ ہی اللہ ہے

خدا کی محبت بڑی چیز ہے

خدا کی محبت بڑی چیز ہے　　سمجھ لو یہ دولت بڑی چیز ہے

قیامت میں کام آئے قلب سلیم　　کہ اسکی حفاظت بڑی چیز ہے

دکھادیں وہ جلوہ ذرا خواب میں　　یہ بیدار قسمت بڑی چیز ہے

کیا وعدہ وصل تو آپ نے　　جو ملجائے فرصت بڑی چیز ہے

زمانہ ہو دشمن تو پروا نہیں　　تمھاری عنایت بڑی چیز ہے

تمنا نہ کر مال و زر کی کبھی　　یہ گنج قناعت بڑی چیز ہے

نہ وصل اسکا تو شکوہ نہیں　　یہ صاحب سلامت بڑی چیز ہے

بنا جا کے حاجی تو کیا فائدہ
نبیؐ کی زیارت بڑی چیز ہے

مخالف بھی یٰسین لکھتے ہیں یوں
نیازیؒ جماعت بڑی چیز ہے

بہت پچھتائے آخر دل لگا کے

کہاں جاتے ہو ہم سے دل لگا کے
کدھر چھپتے ہو تم آنکھیں لڑا کے

نہ تھا معلوم کہ تم بے وفا ہو
بہت پچھتائے آخر دل لگا کے

ہے دم آخر ترے بیمارِ غم کا
کوئی کہدے مسیحا سے یہ جا کے

جو سر جائے تو اٹھے تیرا عاشق
پڑا ہے در سے سر لگا کے

یہ ہے یٰسین نیازیؒ کی تمنا
ہمیشہ رکھ اسے اپنا بنا کے

ایک ہی چال میں پوری مری بازی ہو جائے

اپنے یٰسین پہ اگر بندہ نوازی ہو جائے
سرفراز آج دو عالم میں نیازی ہو جائے

بخدا بام حقیقت پہ پہونچنا ہے محال
جبتلک انساں کوئی کامل نہ مجازی ہو جائے

عین شطرنج میں آئے جو وہ شاطر میرا
ایک ہی چال میں پوری مری بازی ہو جائے

جسکا سر فخر سے قدموں پہ اطاعت سے جھکے
زاہد وقت وہ ہو جائے وہ غازی ہو جائے

لائے پھل پھول ترا عشق تو ہو فخر نصیب
دل کا ہر داغ نہ کیوں نقش طرازی ہو جائے

شور یٰسین نیازی کی اگر نعت کا ہو
جو ہے باشندہ دکن کا وہ حجازی ہو جائے

محتاج کو کیا کیا نہیں ملتا ترے دربار سے

ملجائے کچھ صدقہ مجھے آقا ترے دربار سے
آقا ترے دربار سے مولا ترے دربار سے

بر آگئی جب آرزو افزوں نہ کیوں ہو آبرو
مقصود کا موتی ملا آشنا ہا ترے دربار سے

ذرّہ فقیرِ بے نوا خورشیدِ عالم ہو گیا
یوں کامیابی ہو گئی داتا ترے دربار سے

جو صدق دل سے آ گیا مقصود وہ اپنا پا گیا
محتاج کو کیا کیا نہیں ملتا ترے دربار سے

محروم جائے کس طرح یٰسین نیازی دیکھئے
ابتک کوئی خالی نہیں پلٹا ترے دربار سے

چلتے تمھارے فقرے بڑے کام کر گئے

چلتے تمھارے فقرے بڑے کام کر گئے
رختِ حیات کو مری آخر کتر گئے

گھر اپنے آتے آتے وہ اعدا کے گھر گئے
ہم اس خبر کے سنتے ہی بے موت مر گئے

دیکھا جمالِ یار زلیخا نے خواب میں
آنکھوں سے آج حضرتِ یوسف اتر گئے

سنتا نہیں ہے ہمارا عرضِ مدعا
اچھی طرح رقیب ترے کان بھر گئے

تیرے مریضِ عشق کی حالت ہے یوں بری
جس دم نظر پڑی ملک الموت ڈر گیے

یٰسیں نیازی کو ہے دمِ نزع انتظار
تشریف لاؤ عمر کے سب دن گذر گیے

سب دنگ ہوے سنکر تقریر محمدؐ کی

ہے پیشِ نظر ہر دم تصویر محمدؐ کی
ہے ہر رگ و ریشہ پر تحریر محمدؐ کی

زنداں سے نکلنے کی خواہش کبھی کرتے
یوسف کو اگر ملتی زنجیر محمدؐ کی

بندونکی زباں قاصر دم بند فرشتوں کا
توقیرِ الٰہی ہے توقیر محمدؐ کی

بے جبر و ستم سب نے سر اپنا جھکا ڈالا
جب برق نما چمکی شمشیر محمدؐ کی

ہم امتِ احمدؐ ہیں جنت میں نہ کیوں جائیں
قبضے میں ہمارے ہے جاگیر محمدؐ کی

کرتے تھے عرب ہر دم ناز اپنی فصاحت پر
سب دنگ ہوے سنکر تقریر محمدؐ کی

یٰسین نیازیؒ تو دیکھیگا قیامت میں
دنیا میں نظر آئے تصویر محمدؐ کی

صورت ہے ہمارے غوثؓ کی یوں نورانی

نادید کو ہے آئینہ صفت حیرانی
دکھلا دو جھلک اے غوثِ قطبِ صمدانی

سنا ہے مجھے مطلب نہ امیری سے غرض
حاصل ہو تمھارے در کی فقط دربانی

سن لیگی میری وحشت کا اگر افسانہ
لیلیٰ بھی تو ہو مجنوں کی طرح دیوانی

سو جان سے ہوں حورانِ جناں بھی قرباں
صورت ہے ہمارے غوثؓ کی یوں نورانی

یٰسین نیازیؒ اور صفت آقا کی
عالم میں نہیں ہے غوثؓ کا کوئی ثانی

تو اپنی عنایت سے کھوٹے کو کھرا کر دے

برباد میں آیا ہوں آباد مجھو کر دے
خالی مری جھولی ہے للہ اسے بھر دے

تسنیم سے کوثر سے مطلب ہی نہیں مجھکو
ہو وصل ترا جس میں ایسا مجھے ساغر دے

ناقص نہیں ہوتا ہے کامل کے مقابل میں
تو اپنی عنایت سے کھوٹے کو کھرا کر دے

منصور بنا آخر سر دار پہ دینے سے
سر دے جو محبت میں میداں ہی سر کر دے

یٰسین نیازی میں وہ جوش محبت ہے
دریا کو بھی چاہے تو کوزے میں ابھی بھر دے

سجدہ کعبہ بھی کرے ایسے نمازی کیلئے

نہ حقیقی کیلئے ہے نہ مجازی کیلئے
دولت دین ہے یٰسین نیازی کیلئے

سبقت آپ کی عشق میں اسطرح عزیز
کہ مقابل کوئی آیا نہیں بازی کیلئے

خوب انجام دیا تم نے نقی بنکے عزیز
جو کمی جنگ محبت میں تھی غازی کیلئے

خدمتِ پیر میں سر جھکا خمیدہ ہو مدام ۔۔۔ سجدۂ کعبہ بھی کرے ایسے نمازی کیلئے

کر دیا دولتِ دارین سے حق نے ممتاز
ہر طرح ناز ہے لیسین نیازی کیلئے

خبر صبحِ وطن کی ہے نہ کچھ شامِ غریباں کی

بہت خواہش دلِ وحشی کو ہے سیرِ بیابانکی ۔۔۔ الٰہی خیر کرنا اب ہمارے جیب و داماں کی

غرورِ حسن سے ایسی ہوئی گت ماہِ کنعانکی ۔۔۔ کوئیں میں بھی گرا بارہ برس کی سیر زندانکی

چمک کر آسمان پر کہہ رہی ہے اسطرح بجلی ۔۔۔ کہ یہ تصویر ہے اُس برق وش کے روئے خندانکی

مری ہمشکل کو بھی دیکھکر وہ دور پڑتا ہے ۔۔۔ سگِ جاناں میں بھی تاثیر ہے تعلیمِ دربانکی

جو وہ رشکِ پری لیتا ہے جھوکے اپنی جھولے میں ۔۔۔ نظر آتی ہے کیفیت مجھے تختِ سلیماں کی

خیالِ حلقۂ گیسو میں دم گھٹ جائیگا اکدن ۔۔۔ یہی تعبیر ہے دیکھو مرے خوابِ پریشانکی

یہ عالم بیخودی کا تیرے دیوانوں پہ رہتا ہے
خبر صبح وطن کی ہے نہ کچھ شام غریبانی

نہ ٹھیریگی ہماری لاش ہرگز کنج مرقد میں
میسر خاک ہو جبتک نہ ہمکو کوے جانانی

بھڑک اٹھیں ابھی قصر فلک میں آگ کے شعلے
اگر یٰسین نیازی ہو رسائی آہ سوزانکی

جو چاہے خریدینگے بازار ہمارا ہے

جو شافع محشر ہی سردار ہمارا ہے
والی وہ ہمارا ہے مختار ہمارا ہے

طالب نہ دوا کا ہوں اس ترک مسیحا سے
ارشاد ہو بس اتنا بیمار ہمارا ہے

جو حق عبادت تھا پورا نہوا ہرگز
اسواسطے یہ دعوی بیکار ہمارا ہے

ہے جنس شفاعت بھی موجود ہے رحمت بھی
جو چاہے خریدینگے بازار ہمارا ہے

اب اچھی گذرتی ہے یٰسین نیازی کی
ہم غم کے ہیں اور غم بھی غمخوار ہمارا ہے

ترا نام غفّار ستّار ہے

گنہ سے مجھے کیا سروکار ہے
بہت گرم رحمت کا بازار ہے

محمدؐ مجھے حکم جبتک نہ دیں
سفر راہِ طیبہ کا دشوار ہے

وہ ہے رتبہ گنبدِ مصطفےٰؐ
ادب سے فلک بھی نگوں سار ہے

نہوں بند آنکہیں پسِ مرگ بھی
کہ ایسا مجھے شوقِ دیدار ہے

بہت دور ہیں مجھ سے بدرالدجیٰ
زمانہ نظر میں دہواں دہار ہے

مجھے بخش میری خطا کو چھپا
ترا نام غفّار ستّار ہے

ہے یٰسین نیازی کو اب خوف کیا
کہ حامی نبیؐ حق مددگار ہے

اب کوئی نہیں ہے ترے سوا یا خواجہ معین الدین چشتی

گرداب بلا سے مجھکو بچا یا خواجہ معین الدین چشتی

کر میری مدد از بہر خدا یا خواجہ معین الدین چشتی

کر بہر علی امداد مری و ز بہر حسن خواجہ بصری

رکھ حشر میں اپنی زیرِ لوا یا خواجہ معین الدین چشتی

قطب الدین مودود چشتی اور حاجی شریف زندانی

عثمان ہارونی کا صدقہ یا خواجہ معین الدین چشتی

پردیس میں سب رشتے ٹوٹے اور خویش و اقارب بھی چھوٹے

اب کوئی نہیں ہے تیرے سوا یا خواجہ معین الدین چشتی

اجمیر کی گردِ خاک کو بھی اللہ نے وہ رتبہ بخشا

ہے چشم ملائک کا سرمہ یا خواجہ معین الدین چشتی

غش کھا کے گرے جب سے موسیٰ یوں ہیں تو ہوں مشتاق ترا

دکھلادے مجھے بھی وہ جلوہ یا خواجہ معینؒ الدین چشتی

بندے کو غرض اغیار سے کیا ملتا نہیں اس سرکار کیا

میں خادم تو میرا آقا یا خواجہ معینؒ الدین چشتی

منظور ہو اسکی عرض ذرا اسیؔن نیازی کو ہو عطا

عثمانؒ ہارون کا صدقہ یا خواجہ معینؒ الدین چشتی

ہم کوچہ دلدار میں اب جا کے رہینگے

جو دلپہ گذرتی ہی کسی سے نہ کہینگے
ارشاد ہی آقا کا تو پابند رہینگے

اغیار کے کہنے سے کریں ظلم و ستم آپ
ہم عاشق صادق ہیں تو خاموش رہینگے

دیکھینگے اسی بزم میں جب غیر کے ہمراہ
غم کھائینگے اور خونِ جگر پیکے رہینگے

ہو دوسرا دنیا میں بپا نوح کا طوفاں
آنسو اگر آنکھوں سے مری یونہی بہینگے

دشمن ہوا اگر لاکھ یہ گردوں تو غرض کیا
ہم کوچۂ دلدار میں اب جا کے رہینگے

یٰسین نیازی تو نہ کر چاک گریباں
سب لوگ تجھ دیکھ کے دیوانہ کہینگے

امّت کے ہاتھ میں ہی نشانِ محمدی

بالا ہر اک طرح سے ہی شانِ محمدی
امّت کے ہاتھ میں ہی نشانِ محمدی

آئیں رسل بھی جنسِ شفاعت خریدنے
محشر میں جب کھلیگی دوکانِ محمدی

قدمونپہ مصطفیٰ کے ہی خود عرش سرنگوں
ہے لامکاں سے بڑھکے مکانِ محمدی

قرآں میں جو ہی وہ ہے حدیثِ رسولؐ میں
اللہ کی زباں ہے زبانِ محمدی

گوشہ ہو ایک بھی ہیں کونومکاں جسے
کچھ اسطرح وسیع ہی خوانِ محمدی

قوسین خاص ابروے حضرت کی ہی صفت
پیشِ نظر نہ کیوں ہو کمانِ محمدی

یٰسین نیازی جو ہے وہ خادم نیاز
ہوتا ہے جس کے گھر میں بیان محمدی

خمسہ

برکلام معجز نظام حضرت مولٰنا شاہ نیاز احمد صاحب قبلہ المتخلص نیاز بے نیاز قدس اللہ سرہ العزیز

بہت ہی ستایا پھرایا مجھے
وطن سے بھی آخر چھڑایا مجھے
عنایت سے اک دن بلایا مجھے
منھ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے
وہیں پھر جو ڈھونڈا نہ پایا مجھے

ترا ہی تصوّر ہے آٹھوں پہر
مرے ساتھ تو ہے میں جاؤں جدھر
بجز تیرے اب کون ہے جلوہ گر
بسا میری آنکھوں میں تو اسقدر
کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے

بیاں کیا کروں عظمت و شانِ عشق — فزوں عرش سے بھی ہے ایوانِ عشق

نہ کیوں جان و دل ہوے قربانِ عشق — کہاں تک کہوں لطف و احسانِ عشق

کہ جوں جوں گھٹا میں بڑھایا مجھے

یہ پہلے نہ تھا مجھکو حسن عروج — محیؒ سے ملا مجھکو حسنِ عروج

کچھ ایسا ہوا مجھکو حسنِ عروج — یہاں تک دیا مجھکو حسنِ عروج

کہ بندے سے مولا بنایا مجھے

نہیں اب مجھے ایک پل بھی قرار — کیا طائرِ دل کا آخر شکار

تڑپتا ہوں کہتا ہوں یوں بار بار — ہیں قربان ہو تیری نظرونکے یار

ملاتے ہی آنکھیں گمایا مجھے

ازل میں تھے اک بادشاہ و غلام — کسی کو کسی سے نہ تھا کوئی کام

گذرتی تھی آرام ہی میں مدام
کھاں ہیں کھاں بیخودی کا مقام

وہاں سے یہاں تو ہی لایا مجھے

ہے یٰسین نیازؔی یہ سب فضلِ رب
ملا صدقۂ فخرؔ سے فخر اب

کروں التجا کیوں نہ یوں روز و شب
نیازؔ اب یہی ہے دعا و طلب

رکھ اپنا بندہ خدایا مجھے

ٹھمری

دہوبی دہوے من کا چولہ
دہوبی دہوے
بغض و حسد اور کبر و ریا کے دہبتے سارے کھوئے
دہوبی دہوے
صدق و صفا کا صابن ہو اور سوز دل کی کھاری
موسیٰ لائے جوش کو نارِ طور کی بھی چنگاری
دہوبی دہوئے

لے تالاب رحمت سے تو لطف و کرم کا پانی
دھو کر اپنے ہاتھوں سے کر چادر کو نورانی
دھوبی دھوے

ظاہر و باطن عیب و ہنر کے دھوے کپڑے اکثر
چھانٹے لاکھ ملکہ ہیں گو نکے گھاٹ کے سارے پتھر
دھوبی دھوے

دھوے تو نے خوب ہی ریشم اون و ململ کھادی
بیل جو نفس سرکش کا ہے لاد کے اوس پر لادی
دھوبی دھوے

جب صاحب دیکھے تو حیا سے رخ نہ ہو میرا پھیکا
ڈال مرے کپڑوں نیہ نہ ہر گز بخت سیہ کا ٹیکا
دھوبی دھوے

آگے پیچھے یٰسین نیازی کوئی نہیں ہے جھگڑا
رنگ چمیگا اچھا جتنا کپڑا ہو گا ستھرا
دھوبی دھوے

ٹھمری

سب راز فرید کھنے والے دریائے بقا میں بھنے والے
او دلّی نگر کے رہنے والے

آیا ہوں نظام نام سنکر دے اپنے چمن سے پھول چنکر

او دِلّی نگر کے رہنے والے

ناکام کو بامراد کردے جھولی گُل آرزو سے بھردے

او دِلّی نگر کے رہنے والے

یٰسین جو نیازؔ کا ہے خادم ہرگز نہو خادموں میں نادم

او دِلّی نگر کے رہنے والے

ٹھمری

اے دل اب لیچلو لگا مدینہ تجھے بعد مدت بلایا نبی نے تجھے

ہیں زیارت کے از بر قرینے تجھے

جا بکردہ ساقی کوثر کا سودائی مجھے کھ رہا ہے اسطرح سے چرخ مینائی مجھے

شربت وصل دوگانہ پینے تجھے

آیا آخر بیکسی کو میری حالت پر ترس | لکھ رہی ہے چل ملادوں ہی تجھ جسکی ہوس

ہائے پوچھا نہ ابتک کسی نے تجھے

کی بسر غفلت میں ساری زندگی افسوس ہے | تو نے اے دل اسکی پابندی کی افسوس ہے

یاد ہے کیا لکھا تھا کسی نے تجھے

وقتِ آخر آرزوئیں جاتے جاتے کہہ گئی | حسرت الیسین نیازی دل میں آخر رہ گئی

خوب دہوکا دیا زندگی نے تجھے

ٹھمری

پیارے نبیؐ تورے دیکھن کو یہ مورا جیا للچاوت ہے

دن رین یونہی ترساوت ہے سپنے میں کبھو نہیں آوت ہے

اے پیارے نبیؐ تورے دیکھن کو یہ مورا جیا للچاوت ہے

بن دیکھے مدینے کا گلشن مجھے چین کبھی نہیں آوت ہے

اب من میں سکت ہی باقی نہیں کس طرح سے اٹھ کر جاوت ہے

اے پیارے نبیؐ تورے درشن کو یہ مورا جیا للچاوت ہے

اب گنگا جمنا پور بہے اور آنکھیں بھر بھر آوت ہے

منجدھار میں آکر ناؤ پری کوئی واکی خبر نہیں لاوت ہے

اے پیارے نبیؐ " " " " " "

اُتریگا نہ یہ سودا سر سے جب دل ہی لگا ہو دلبر سے

لیلیٰ کی محبت کیوں چھوڑے مجنوں کو اگر سمجھاوت ہے

اے پیارے نبیؐ " " " " " "

یٰسین نیازیؔ دیکھ ذرا دریا قطرے میں آوت ہے

دو جگ میں خود جو سما نہ سکے موے نینن میں وہ سماوت ہے

اے پیارے نبیؐ " " " " "

تم بن کون لاج رکھے ہماری

تم بن کون لاج رکھے ہماری | دو جگ میں ہے آس تمہاری

تم بن کون لاج رکھے ہماری

راہ کٹھن ہے اس پنگھٹ کی | سیس پہ مورے گھگریا بھاری

تن من دھن سب پیا پہ واروں | پیا کی باتیں پیاری پیاری

تم بن کون لاج رکھے ہماری

یاد پیا میں بولے پپیا | کوئل کی بھی کوک ہے نیاری

تم بن کون لاج رکھے ہماری

بادِ صبا سے پوچھو بگین من | بھرتی ہے کیوں ماری ماری

تم بن کون لاج رکھے ہماری

اسکو خریدے نیازؔ بجروا | من کا ہے یسین بیوپاری

تم بن کون لاج رکھے ہماری

اپنے وعدے سے ہرگز نہ ٹل جاونگی

جوشِ وحشت میں جبدن نکلجاونگی | دشتِ طیبہ میں جاکر سنبھل جاونگی

یونہی بھڑکا کرے آتشِ غم اگر | یونہی پھکتے رہینگے یہ دل اور جگر

رفتہ رفتہ میں اک روز جل جاونگی

رخ سے پردہ اٹھائینگے جب مصطفٰےؐ | اور دکھائینگے مجھکو جمالِ خدا

نورِ وحدت کے سانچے میں ڈھلجاونگی

لُٹ ہی جاؤنگی اور مٹ ہی جاؤنگی میں | جو لکھی لیکھ ہو وہ کرکے دکھاؤنگی میں

اپنے وعدے سے ہرگز نہ ٹلجاؤنگی

کوئی یٰسین نیازی پیا سے کہے | رنج فرقت بھلا کوئی کب تک سہے

بن کے جوگن میں گھر سے نکلجاؤنگی

لاج رکھو موری احمدؐ پیارے

در پہ بھکارن مانگنے آئی ۔ | آس یہاں تک کھینچکے لائی ۔

لاج رکھو موری احمد پیارے

اب تو گھر گھر شادی رچی ہے | تورے کرم کی دھوم مچی ہے

لاج رکھو موری احمدؐ پیارے

داتا آکر لینی کھبریا | بھر دو جلدی موری گھگریا

لاج رکھو موری

جب محشر میں ہوگا آنا　دکھیا کو واں بھول نہ جانا

لاج رکھو موری

سن لو اسکی بھی زبانی　یسین نیازی کی یہ کہانی

لاج رکھو موری

ٹھمری

موہے پیا کی ملک دکن میں کوئی خبر نہیں لاوت ہے

ہائے یونہی ترپاوت ہے

ننھے میاں کو یاد کرت ہی نیناں موری بھر آوت ہے

ہائے یونہی ترپاوت ہے

ننھی ننھی بوندیں پرت ہیں ننھے میاں رلاوت ہے

ہائے یونہی ترپاوت ہے

جوگ میں تیرے جوگن بنکر بن بن اتو ڈھونڈت ہے

ہائے یونہی

جلکر غم میں جل جل ڈھونڈی موتی ہاتھ نہ آوت ہے

ہائے یونہی

گئی عمریا ساری اکارت ہمری پیا کو پکارت ہے

ہائے یونہی

یٰسین نیازیؒ جوگ میں تورے اتو جوگی ٹھاڈے ہے

ہائے یونہی تڑپاوت ہے

ٹھمری

توری بانکی نین سے نین لاگی

شعر

خواجہ کی نگاہوں نے مستانہ بنا ڈالا
مستانہ بنا ڈالا دیوانہ بنا ڈالا

توری بانکی نین سے نین لاگی

دوہا

تڑپت تڑپت چین نہ آوے
خواجہ کی کوئی خبر نہ لاوے

توری بانکی نین سے نین لاگی

جس کا شکوہ گھڑی گھڑی ہے
ایسے پیا سے نین لڑی ہے

توری بانکی نین سے نین لاگی

جلوے کو میں تیرے بٹھالوں
آنکھوں کے پردے میں چھپالوں

توری بانکی نین سے نین لاگی

تیری آنکھوں کا متوالا
یٰسین عاجز نیازؔ والا

توری بانکی نین سے نین لاگی

خواجہ سے آج ملنے اجمیر جا رہی ہے

جنگل میں کوئی جوگن ساون سنا رہی ہے
کالی گھٹا بھی رو کر آنسو بہا رہی ہے

ہے بیکسی میں اتنا کوئی نہ کہنے والا
تو کس کے رنج و غم کا صدمہ اٹھا رہی ہے

بچھڑی ہوئی ہے کس سے کچھ اپنا حال کہہ دے
کیوں بیکسی میں حالت ابتر بنا رہی ہے

اتنا مجھے بتا دے تصویر آج کس کی
آنکھوں میں بس رہی ہے دل میں سما رہی ہے

کس نے تجھے ستایا یوں دیس سے چھڑایا
پردیس میں جو آکر دکھڑا سنا رہی ہے

تو کس کی مبتلا ہے بہر خدا بتا دے
بدلی غم و الم کی جو تجھ پہ چھا رہی ہے

یٰسین نیازی اب تو پہچان ہی گئے ہیں
خواجہ سے آج ملنے اجمیر جا رہی ہے

سبز گنبد کے مکیں تیری جہاں میں دہوم ہے
ساعتِ میثاق سے کون و مکاں میں دہوم ہے

جنکے قدموں سے ریاضِ خلد میں آئی بہار
طائرِ سدرہ کے بھی یوں آشیاں میں دہوم ہے

شعر

بری میری قسمت نہ کیوں ہو بھلی
مراد و رو ہے یا علیؑ یا علیؑ
طلب اپنی خدمت میں کیجیے کبھی
بہت ہی پریشاں ہوں میں یا نبیؐ

ابتدا ہے ذاتِ باری کی نہ کوئی انتہا
کیا تماشا ہے کہ اب وہم و گماں میں دہوم ہے

شگفتہ امیدوں کی ہو گی کلی
کہ جب ورد ہے یا علیؔ یا علیؔ

ہجر نے یٰسین نیازیؔ زرد ایسا کر دیا
جس مریضِ غم کی کشتِ زعفراں میں دھوم ہے

بغداد کے وہ داتا کچھ راہِ خدا دیدے

بغداد کے وہ داتا کچھ راہ خدا دیدے
صدقہ درِ دولت کا کچھ راہِ خدا دیدے
سائل تو کوئی آ کر محروم نہیں جاتا
ہے نام ترا آقا کچھ راہِ خدا دیدے
یہ حکم ہے قرآں میں سائل کو نہ دے جھڑکی

در پہ یہ فقیر آیا کچھ راہِ خدا دیدے

میں صحنِ گلستاں کا تجھ سے تو نہیں طالب

گُل ہو یا کوئی غنچہ کچھ راہِ خدا دیدے

یٰسینؔ نیازیؔ بھی آیا ترے کوچے میں

خالی نہ اُسے پلٹا کچھ راہِ خدا دیدے

نہ چھپ کے بھی یہ چاند جدا تاروں سے

بعد رحلت بھی رہے ملکے نبیؐ یاروں سے

نہ چھپ کے بھی یہ چاند جُدا تاروں سے

نظر آتا ہے مدینے میں خدا کا جلوہ

نورِ چھن چھن کے برستا ہے جو دیواروں سے

باغِ عالم کی دو رنگی میں بسر کر بلبل
رکھ محبت کبھی پھولوں سے کبھی خاروں سے

زاہد و تکو ہے اگر اپنی اطاعت پہ گھمنڈ
تری رحمت کو محبت ہے گنہگاروں سے

لے خبر بہرِ خدا آ کے مسیحا جلدی
موت بھی آج خفا ہے ترے بیماروں سے

قیس و فرہاد سے بالکل ہے جدا عشق اپنا
دشت سے ہمکو غرض ہے نہ تو کہساروں سے

نہیں یٰسین نیازی کو غرض شہرت سے
اشتہاروں سے اُسے کام نہ اخباروں سے

قطعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ٹھمری

خواجہ کا درپا یوری — کون اب کعبہ جا یوری

درشن خواجہ کا ہو جسے — دوجگ کو وہ پا یوری

مانت ناہی من میرا — لاکھ اُسے سمجھا یوری

مورت رب کی ایو نظر — جسے درشن دکھلا یوری

دیکھو من کے درپن میں — کون نظر اب آیوری

خویش و اقارب آخر کار
چھوڑ اکیلا جا یو ری

یٰسین نیازی تیرا سخن
حور و پری سب گا یو ری

ہیں یٰسین نیازی کو بخشانے و الے

شہیدوں میں سردار کہلانیوالے
بڑی شان سے حشر میں آنیوالے
وہ نکتے شہادت کے بتلانیوالے
وہ ایوب سے بڑھ کے غم کھانیوالے

شکایت نہ لب پر کبھی لانیوالے

نواسے محمدؐ کے شبیرؑ نامی
ہے شاہوں کو بھی آرزوئے غلامی
ستمگار تھے کیسے کوفی و شامی
کیا قتل سب خاندانِ گرامی

تھے اقرار کر کے مکر جانیوالے

وہ ہیں اک بدرِ برجِ ختمِ رسالت | کہ ہے فرقِ والا پہ تاجِ امامت
جو ہٹ کر کے نانا سے روزِ قیامت | کرینگے اس امت کی آخر شفاعت

ہیں یٰسین نیازی کو بخشانیوالے

جھلک کوئی پردے سے دکھلا یوری

جو گلشن سے خواجہ کے منگوا یوری | گلِ مدعا پاکے اترا یوری
نیاز آپ کی جس نے منوا یوری | وہ مقصد مراد اپنی سب پا یوری
جو کاندھے پہ گیسو وہ لٹکا یوری | تو مشتاق کے دلکو بھٹکا یوری
سمایا ہے آنکھوں میں کچھ اسطرح | کہ تجھ بن نظر کچھ نہیں آیوری
نہیں جام کوثر سے مطلب مجھے | ذرا شربتِ وصل پلوا یوری
نہ کیوں آئے یٰسین نیازی کو غش | جھلک کوئی پردے سے دکھلا یوری

استاد کا یہ خمسہ مقبول عام ہونے سے تبرکاً اپنے دیوان میں درج کیا گیا۔

تضمین بر غزلیات عالیہ جنرل پرنس والا شان نواب محمد مدار ب اعظم جاہ ولیعہد بہادر المتخلص بہ اعظم سپہ سالار عساکر آصفیہ زید مجدہم

مشکیں کسوادیں مری زلف دوتا سے پہلے ۔۔۔ قید زنداں ہیں کیا جرم و خطا سے پہلے
کیونکر آئی یہ اجل حکم خدا سے پہلے ۔۔۔ مار ہی ڈالا مجھے ناز و ادا سے پہلے
جان دینا ہی پڑا مجھکو قضا سے پہلے

وقت سے پہلے عیاں حق کی یہ رحمت ہے نئی ۔۔۔ ہے نیا رنگ عنادل کو مسرت ہے نئی
ابر آذر کی گلستاں پہ عنایت ہے نئی ۔۔۔ آمد فصل بہاری کی کرامت ہے نئی
گل کھلے جاتے ہیں گلشن میں صبا سے پہلے

وقت آتا ہے تو ٹالے کہیں ٹلتا ہے بھلا ۔۔۔ دم بھی لے لینے کی فرصت نہیں دیتی ہے قضا
کارگر ہو نہ علاج اور نہ موثر ہو دعا ۔۔۔ تھیں امید کہ ہو دست مسیحا سے شفا
کام یاں ہو ہی گیا اپنا دوا سے پہلے

جوش وحشت نے دکھایا ہے اثر بھی اپنا ۔۔۔ سنگ قیس بیاباں ہوا گھر بھی اپنا
کیوں نہ برسائے لہو دیدۂ تر بھی اپنا ۔۔۔ ہو گیا عشق میں اب خون جگر بھی اپنا
رنگ طرفہ ہوا پیدا یہ حنا سے پہلے

اندنوں پوچھتے ہیں وہ مری حالت اکثر ۔۔۔ کس محلے میں ہے گھر ہوتی ہے کسطرح بسر

عرش ملبے میں بھی اب وہ نہیں آتا ہے نظر
کے تقاضا محبت میں تصدق تجھ پر
اثر آہ نمایاں ہے دعا سے پہلے

آفتِ ہر دو جہاں ہے وہ بتِ عربدہ ساز
مار ڈالا مجھے انداز سے عمر اسکی دراز
ناز میں ظلم ہے اور ظلم میں پوشیدہ ہے ناز
ہائے اس شوخ جفا جو کے ستم کا انداز
اس نے دی مجھکو سزا بھی تو خطا سے پہلے

ایک ہی حمد خدا نعتِ شہنشاہِ اُمم
بے وضو بھول کے ہرگز نہ اٹھا اپنا قلم
بارک اللہ مرے آقا نے کیا خوب رقم
زمزم و کوثر و تسنیم سے تو اے اعظم
دھولے منہ اپنا ذرا حمد و ثنا سے پہلے

قطعہ رویاء صادقہ

آکے رویا میں نیاز بے نیاز
ایک شب حضرت سے فرمانے لگے
رکھتے یٰسین نیازی کا خیال
اب تو وہ تلمیذ کہلانے لگے
عرض کی ہم ہیں بہت ہی خوش نصیب
گھر تک آقا کے قدم آنے لگے
کی جو یوں زحمت گوارا آپ نے
اس کرم سے ہم تو شرمانے لگے

کب جدا خادم ہیں اپنے پیر سے　شمع کے ہیں ساتھ پروانے لگے

وائے قسمت کھل گئی اتنے میں آنکھ　چھوڑ کر دامن کو پچھتانے لگے

حسبِ ارشادِ مبارک صبح و شام　خانۂ یٰسیں کو ہم جانے لگے

دیکھیے اب رنگِ اصلاحِ سخن　واہ کیا جوہر نظر آنے لگے۔

ت م ت

قطعۂ تاریخ تزادیدہ خامۂ گہربار اعجاز نگار استاذی حضرت مرزا صاحب دام اکرامہم

بقدرِ ظرف میخوارانِ الفت ہوا لبریز

کھلا ہے آج میخانہ حقیقی او مجازی کا

سرِ تاریخِ دیواں کی جو لکھا ہے ہم نے

تیمّم رو سے مرصع ہے سخن یٰسین نیازی کا

۱۳ ھ ۵ھ